DUE DATE

*Cl. No.*__________ *Acc. No.*__________

Late Fine Ordinary books 25 Paise per day. Text Book Re. 1/- per day. Over Night book Re. 1/- per day.

DINDUNIA WEEKLY

DELHI.

DIRECTOR: SHOKAT ALI [illegible]

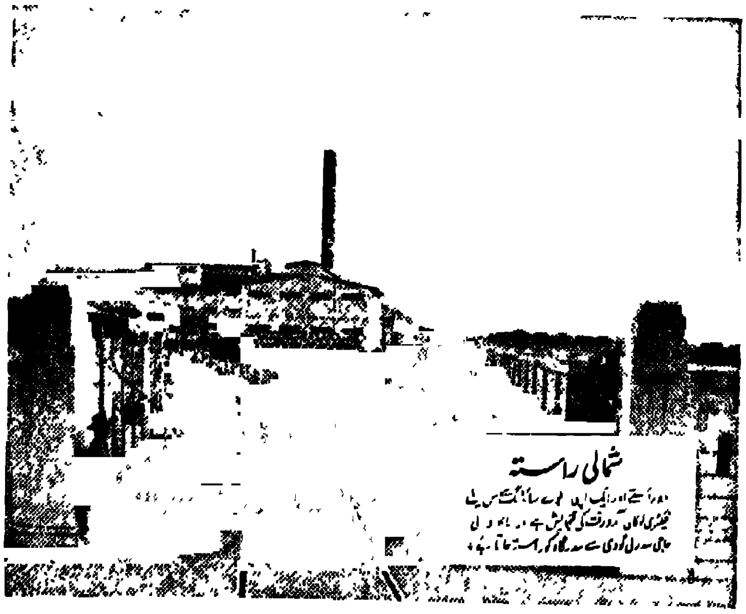
ہفتہ وار

دین دنیا دہلی

138

ڈائریکٹر:- شوکت علی [illegible]

The Only Premier Urdu Weekly of India having the Largest Number of [illegible] Readers.



ہندوستان کا سب سے بڑا
اور موجودہ زمانے کا
کارخانہ صابون
جو کہ گھر ہے
سن لائیٹ صابون کا

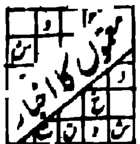
با تصویر ہفتہ وار

خوشوقت

معموں کا اخبار

دہلی شاہدرہ

No. 12488
Date 31.8.95



آپ کو یقیناً خریدنا پڑیگا

اور

جتنی دیر آپ "خوشوقت" کی خریداری میں لگائینگے اُتنا ہی آپ کو افسوس ہوگا۔

اسلئے

آپ بجائے دو روپیہ کے صرف ایک روپیہ رعایتی چندہ بھیج کر تین مہینے کیلئے فوراً "خوشوقت" کے خریدار ہو جائیے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر دو پرچے دیکھنے کے بعد "خوشوقت" ناپسند ہوا تو آپکا روپیہ بلا تامل واپس کردینگے

خوشوقت کا چندہ
سالانہ چار روپے ششماہی ساڑھے تین روپے اور سہ ماہی دو روپے

اُردو زبان کا عادی بنانے والے
دلچسپ معمے
خوشوقت میں چلیپائی (کراس ورڈ)
معموں کے سادہ اور نیز باانعام معمے
بھی چھپتے ہیں جو اردو کی ترقی اور ذہنی
اور روزمرہ زبان دانی کا دلچسپ ذریعہ
ثابت ہو رہے ہیں

بچوں کی
ذہنی اور اخلاقی
تربیت

انقلابی تحریکوں اور بالکل نئی دلچسپیوں کا اخبار

"خوشوقت" میں عام اخباری معلومات و ضروریات کے علاوہ بیداری عقل و اصلاح عمل کے متعلق ایسی انقلابی تحریکیں اور پُرشور دلچسپیاں ہوں گی جو دوسرے اخباروں میں نہیں ملیں گی +

السٹریٹڈ ویکلی کے انگریزی معموں کا حل

"خوشوقت" میں ہر ہفتہ بمبئی کے مشہور انگریزی اخبار السٹریٹڈ ویکلی کے C. C. Puzzles کی عام فہم اُردو تشریحات اور حل بھی شائع ہوا کریں گے جن کی مدد سے معمولی انگریزی داں بھی ان انگریزی معموں کو حل کرکے اپنی انگریزی قابلیت بڑھا سکیں گے اور ہزار ہا روپیہ کے انعامی مقابلوں میں ان کو بھی ذہانت و قسمت آزمائی کا موقع مل سکے گا۔ "خوشوقت" میں خود اس کے پیش کردہ حلوں کے علاوہ C. C Puzzles کے وہ تمام حل بھی درج کئے جائیں گے جو دوسرے مقتدر انگریزی اخبارات میں نکلیں گے۔

ڈاکخانہ سے اخبارات کے لئے رعایتی محصول [redacted] اس خریدار ہو جائیں [redacted] کا احسان ہوگا آپ بجائے [redacted] صرف [redacted]

منیجر اخبار "خوشوقت" دہلی۔ شاہدرہ

اُردو کی ترویج و ترقی کا دلچسپ ذریعہ

دماغی تفریح اور ذہنی ورزش کا بہترین مشغلہ

ذہانت اور قسمت کا امتحان

خوشوقت چلیپائی معمّا نمبر ۱

فیس داخلہ ایک حل کیلئے چھ آنے اور تین حلوں کیلئے صرف ایک روپیہ

حل بھیجنے سے پہلے
اُن قواعد و ضوابط کو ضرور پڑھ لیجئے جو "خوشوقت" مورخہ ۳۰ اکتوبر میں چھپے ہیں۔ اور جن کی پابندی بہت ضروری ہے

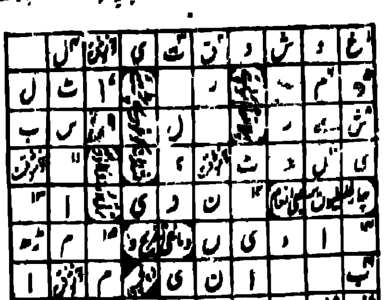
دو روپے کے نقد انعامات
سو روپے سر بمہر حل کے مطابق بالکل صحیح حل بھیجنے والوں کو اور سو روپے ایک سے لے کر چار غلطیاں کرنے والوں کو

صرف وہی حل شامل مقابلہ کئے جائیں گے جو "خوشوقت" مورخہ ۳۰ اکتوبر و ۶ نومبر ۱۹۳۵ء میں چھپے ہوئے نقشوں پر بھیجے جائینگے یا جن کیلئے علاوہ معمولی فیس داخلہ کے ایک پیسہ فی حل زائد ادا کیا جائیگا

اشاراتِ عرضی

(یعنی اُن لفظوں کے اشارے جو داہنے سے بائیں طرف پڑھے جاتے ہیں)

۱۔ "خوشوقت" آپ کی [illegible] کا بہترین ذریعہ ثابت ہوگا۔
۴۔ اس کے لگنے سے کبھی متعدی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔
۵۔ اس لفظ کے بے ترتیب حروف جس سے ڈرنے والے کوئی بہادری کا کام نہیں کرسکتے۔
۷۔ کامل نجومیوں کی پیشین گوئیاں اکثر ایسی ثابت ہوتی ہیں۔
۸۔ بعض بزدل اس سے خوف زدہ ہو جاتے ہیں۔
۹۔ بعض ناکارہ لوگ جو باپ دادا پر فخر نہیں کرسکتے اس پر فخر کرتے ہیں۔
۱۰۔ ڈاکوؤں کی غارتگری سے بھی زیادہ بعض قومی رہنماؤں کی یہ چیز ہوتی ہے۔
۱۲۔ قدیم ہندو اس کا استعمال ضروری سمجھتے ہیں۔
۱۴۔ بڑے شہروں کی سڑکوں پر پیدل چلنے والوں کیلئے اس طرف چلنا زیادہ محفوظ ہوتا ہے۔
۱۶۔ بے تکلف ہندوستانی دعوتوں میں یہ ایسی چیز جو کوئی چیز ضروری سمجھی جاتی ہے۔
۱۷۔ بے چارے غریب کو بھی معمولی مقروں کے [illegible] ..... اخبار نویس چھپتی رہتی ہیں۔
۲۰۔ گاؤں کی بہت سی غریب عورتیں اس کے ذریعہ سے گزارہ کرتی ہیں۔
۲۱۔ مدبرانہ حکمرانی اس کے بغیر نہیں ہوسکتی۔



نوٹ ضروری۔ نقطوں حروف جیسے ب، ج، ۔ یہ ۔ کو کو ایک ہی شمار کرنا چاہئے۔ لیکن [illegible] اور [illegible] کا خیال رکھنا چاہئے۔

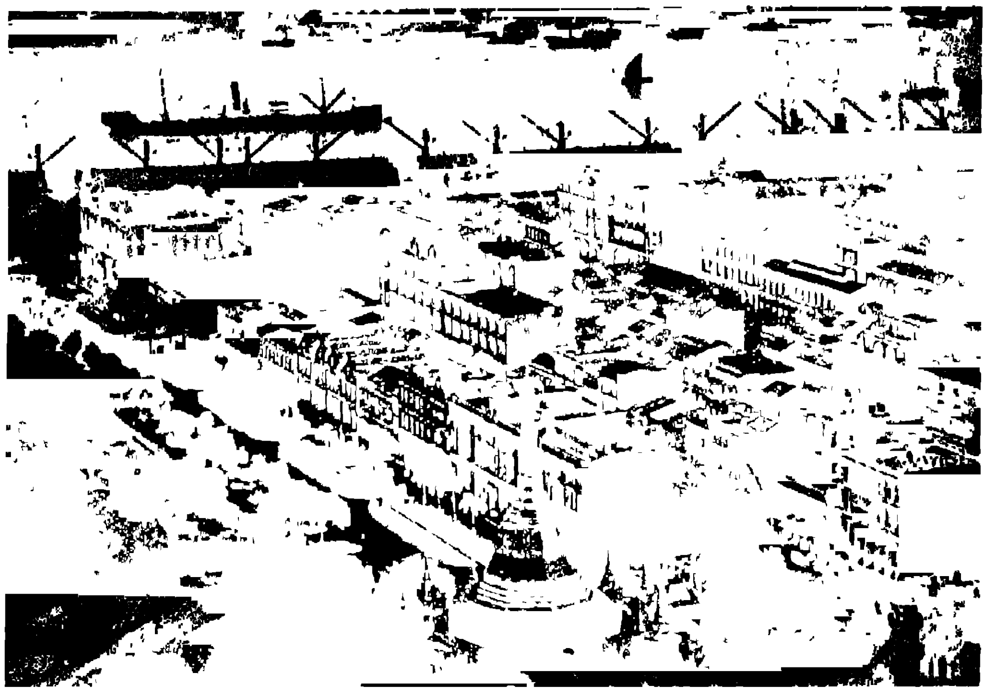
اشاراتِ طولی

(یعنی اُن لفظوں کے اشارے جو اوپر سے نیچے کی طرف پڑھے جاتے ہیں)

۱۔ اگر آپ اشارات کی عبارتوں کو خوب غور سے پڑھ کر یہ معمّا حل کریں گے تو نتیجہ یقیناً آپ کی ...... کا باعث ہوگا۔
۲۔ اس کے جال میں پھنس کر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔
۳۔ اس کو بھی مسلمانوں کی روزافزوں تباہی میں بڑا دخل ہے۔
۶۔ ناتجربہ کار صناع مال کا یہ کم رکھ کر نقصان اُٹھاتے ہیں
۱۱۔ اکثر محنت کرنے والے اور ہوتے ہیں اور ..... کسی کا ہوتا ہے۔
۱۳۔ ایسا نشہ دیر میں اُترتا ہے۔
۱۵۔ اس کا کاری اثر کبھی مہلک ہو جاتا ہے۔
۱۷۔ حملہ آور دشمنوں کے مقابلہ میں اب تک اس سے کام لیتے ہیں۔
۱۸۔ سخت مصیبت میں لوگ اس کی تمنا کرتے ہیں۔
۱۹۔ زیادہ جھوٹ بولنے سے یہ نشٹ ہو جاتا ہے۔

تمام حل اس پتہ پر آنے چاہئیں:۔ خوشوقت معمّا نمبر ۱۔ دفتر اخبار خوشوقت۔ دہلی شاہدرہ

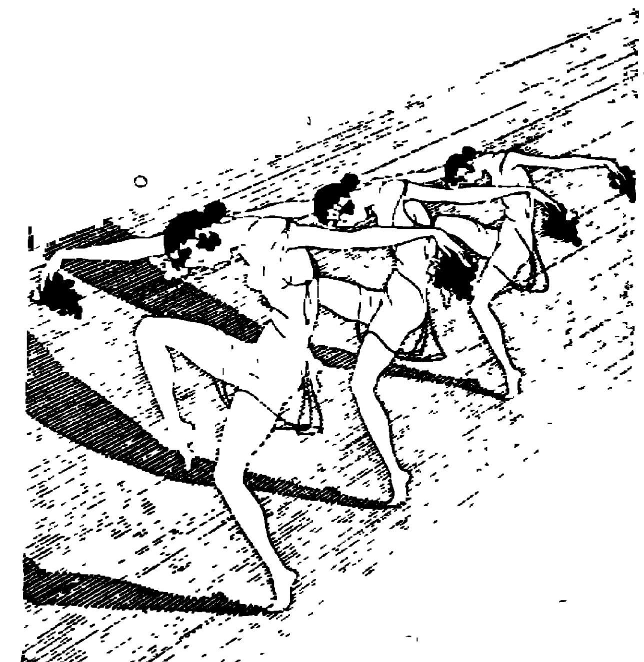
برما کا سب سے خوبصورت شہر رنگون ۔



سامنے پگوڈا کی شاندار عمارت ہے اور پشت کی جانب دریائے رنگون بہہ رہا ہے ۔

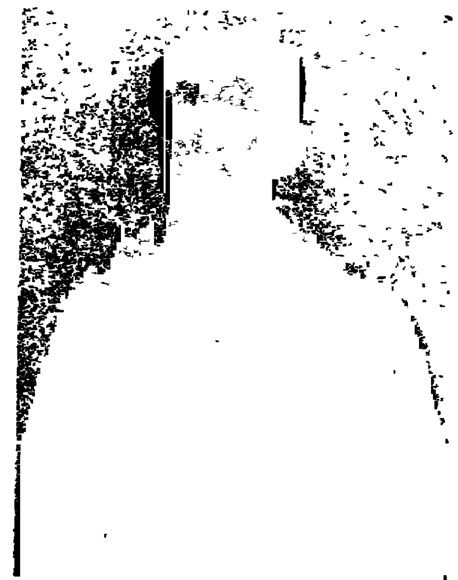


ملک معظم اور ملکہ معظمہ عنقریب امریکہ جانے والے ہیں ۔

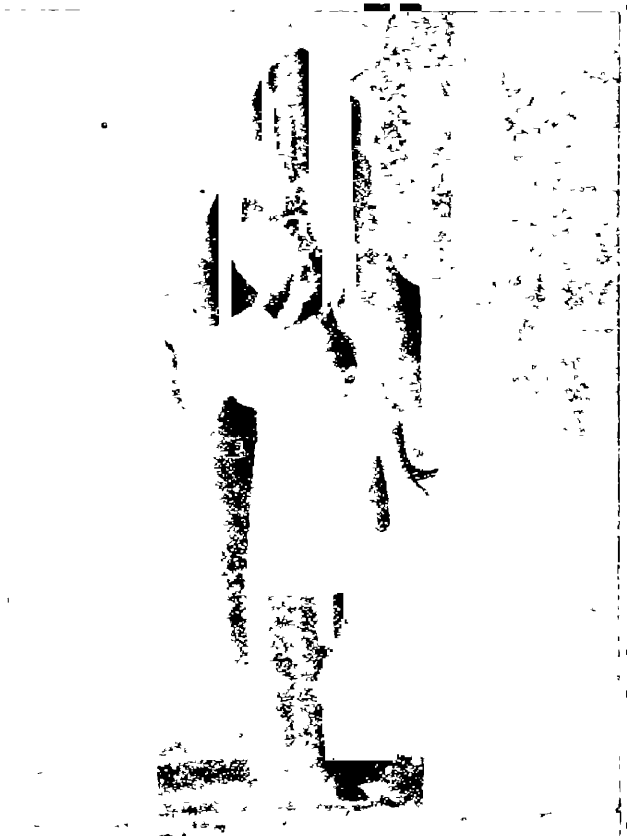


مغربی مصور کا شاہکار ۔

محمد شفیع عادل بی اے۔ ایل پی آئی



جائنٹ سکریٹری ماڈرن انڈیا ٹاکیز
لمیٹڈ دہلی۔
آپکا ایک نہایت مفید مضمون دیں دنیا
کی اسی اشاعت میں فلمی دنیا
کے عنواں کے ماتحت درج ھے ۔



ایک مصری مصور کا تخیل ۔

ہفتہ وار دیش دنیا دہلی

جو ہر اتوار کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۸ اتوار - ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۸ء نمبر ۴۲

دہلی کا خونیں ڈرامہ

مذہب کے نام پر بنی نوع انسان کا قتل عام

ہندوستان میں فرقہ پرست اور مذہب کے جھوٹے مدعی کس طرح مذہب کے نام پر بنی نوع انسان کا خون بہا رہے ہیں۔ اس کا اندازہ ۱۴ اکتوبر کے اس فرقہ وارانہ فساد سے ہوسکتا ہے جو مسجد فتحپوری کے سامنے سنکھ اور گھڑیال بجانے پر رُونما ہوگیا اور رفتہ رفتہ دہلی کے اکثر و بیشتر حصوں میں پھیل گیا۔

اس تمام جھگڑے اور ہنگامہ کی جڑ بنیاد کمپنی باغ دہلی کا وہ شیو مندر ہے جو یکایک نمودار ہوگیا ہے حالانکہ اس سے پہلے نہ وہاں کوئی مندر تھا اور نہ کوئی مورتی چند شرارت پسندوں نے یہ سارا فتنہ کھڑا کرکے دہلی میں فرقہ پرستی کی آگ لگادی ہے۔

شیو مندر کا نمودار ہونا تھا کہ مسلمانوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہاں مسجد تھی۔ اس مندر اور مسجد کے جھگڑے کو مہاسبھائیوں نے اور فرقہ پرست ہندو مسلم اخبارات نے اچھی طرح بھڑکایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سادھو شام پوری پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اس حملہ کے بعد ساورکر جیسے فرقہ پرستوں نے دہلی میں آکر زہریلی تقریریں کیں اور یہ کہتے ہوئے کہ "اورنگ زیب نے تمام ہندو مندر گرادئے تھے۔ محمد غوری ہندوستان میں مسلم راج قائم کرنا چاہتا تھا۔ مغلوں نے ہندوؤں کا ستیاناس کردیا ہے۔" اسی طرح سے ہندوؤں کے جذبات کو بھڑکایا۔ ساورکر کی لگائی ہوئی آگ کو ڈاکٹر گوکل چند نارنگ نے آکر اور ہوا دی۔ اور ارشاد فرمایا کہ "بھارت ماتا نے ابھی بچے دینا بند نہیں کئے ہیں۔ وہ شیواجی اور مہارانا پرتاپ پیدا کرسکتا ہے۔"

ہندو مہاسبھا کے زیر اہتمام ان زہریلی تقریروں کا لازمی اثر یہ تھا کہ ہندو مشتعل ہوگئے۔ اور وہ فتنہ اور فساد کے لئے بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ چنانچہ ۱۲ اکتوبر کو جب سادھو شام پوری کو دو مہینے کی سزا ہوئی تو یہ اشتعال اور بھی بڑھ گیا۔ اسی اشتعال کا یہ نتیجہ تھا کہ جب ۱۴ اکتوبر کی شام کو چند شرارت پسند عین نماز کے وقت فتحپوری مسجد کے قریب سے گذرے تو انھوں نے دیدہ و دانستہ سنکھ اور گھڑیال بجانا شروع کردیا۔ جس کی بدولت دہلی کے ہندو اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ جنگ کی ابتدا ہوگئی اور یہ فرقہ وارانہ جنگ اس حد تک بڑھی کہ اس وقت تک متعدد ہندو و مسلمان ہلاک ہوچکے ہیں۔ بے شمار زخمی ہیں۔ فساد زدہ علاقہ میں ہو کا عالم ہے۔ ہندو محلوں میں مسلمانوں کے لئے جان کا خطرہ ہے۔ مسلمانوں کے محلوں میں ہندوؤں کا جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ غرضکہ مذہب کے نام پر دہلی کے امن کو خاک میں ملادیا گیا ہے۔

دنیا کا کون معقولیت پسند انسان ان لوگوں کو وقعت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے جنھوں نے ایک مفروضہ مندر کے نام پر عوام کے جذبات کو بھڑکا کر دہلی میں بنی نوع انسان کا قتل عام کرایا ہے۔ دنیا میں مذہب خلق خدا کو امن اور سلامتی عطا کرنے کے لئے آیا تھا لیکن ان فرقہ پرستوں نے مذہب کو ایک تماشہ بناکر اسے بنی نوع انسان کی تباہی کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے جس کا بدترین نمونہ ہم آج دہلی میں دیکھ رہے ہیں۔

کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ ان مذہبی ٹھیکیداروں کی بدولت کتنی عورتیں بیوہ ہوئیں۔ کتنے بچے یتیم ہوئے اور کتنے گھرانے تباہ ہوئے۔ اگر اسی کا نام مذہب اور قومی خدمت ہے۔ تو دنیا کو ایسے مذہب کی ضرورت ہے اور نہ قومی خدمت کی۔

ہماری دیانتداری کے ساتھ یہ رائے ہے کہ اس سارے ہنگامہ اور قتل و خون کی ذمہ داری اس ہندو مہاسبھا اور اس کے ان کارکنوں کے سر ہے۔ جو فرضی شیو مندر کی تحریک کو برابر بھڑکاتے رہے ہیں۔

اس سلسلہ میں حکومت کی بھی کوتاہی ہے کہ وہ ان معمولی معمولی آدمیوں پر تو ہاتھ ڈالتی رہی جو کٹ پتلی کی حیثیت رکھتے تھے لیکن اس نے اس سرغنہ کو تلاش نہ کیا جو پس پردہ بیٹھا ہوا اس خونیں ڈرامہ کی تمہید تیار کررہا تھا۔ اگر شروع ہی میں اس سرغنہ پر قابو پالیا جاتا تو شاید آج یہ ہنگامہ ہی پیش نہ آتا۔

دہلی کے باشندوں کو ندامت محسوس کرنی چاہئے کہ ایک طرف تو وہ دہلی کے لئے صوبجاتی آزادی کا مطالبہ کررہے ہیں دوسری جانب ان کی حالت یہ ہے کہ آپس میں کٹے مرے جاتے ہیں۔ کیا اس فرقہ وارانہ ہنگامہ کے بعد کانگریس یہ دعویٰ کرسکتی ہے کہ دہلی کے باشندوں میں حکومت خود اختیاری کی صلاحیت پیدا ہوچکی ہے۔

دہلی کا یہ ہنگامہ دہلی کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے ہم کو امید ہے کہ دہلی کے ہندو اور مسلمان فرقہ پرستوں کی اشتعال انگیزی سے متاثر ہوئے بغیر اس ہنگامہ کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے اور اتنی ہی ذلت اور رسوائی پر اکتفا کرینگے جس قدر کہ ہوچکی ہے۔

قاہرہ کی فلسطین کانفرنس بے نقاب

ہندوستان بھر کے ذمہ دار حلقوں میں اس موتمر اسلامی کو قطعی بے معنی قرار دیا جارہا ہے جو فلسطین کی آزادی کے نام پر حال ہی میں قاہرہ (مصر) میں منعقد ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کے مندوبین کا دعویٰ تھا کہ وہ اس کانفرنس کے ذریعہ برطانیہ کی بنیادیں ہلادیں گے۔ لیکن مصر کی اطلاعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کانفرنس کے مندوبین نے دعوتیں کھائیں۔ سیریں کیں اور ایک بے معنی ریزولیشن پاس کردیا جس یہ انکا سارا کارنامہ ہے۔

جو حضرات مصر کی سیاست سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مصر خارجی طور پر برطانیہ کا غلام ہے اور داخلی طور پر مصری پارلیمنٹ پر برطانیہ کا پورا پورا اثر ہے۔ ایسی حالت میں کون احمق یہ توقع کرسکتا ہے کہ مصری حکومت کو برطانیہ کے خلاف قدم اٹھانے کی جرأت ہوسکتی ہے۔ چنانچہ یہی ہوا کہ مصر کے ان مدعیان حریت کی ساری شیخی صرف ایک ریزولیشن تک محدود ہوکر رہ گئی۔

اس کانفرنس کی اصل حقیقت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خود مصر میں اس کانفرنس کو کوئی وقعت نہیں دی گئی۔ چنانچہ مصر کی واحد قومی انجمن وفد پارٹی نے جس کے زیر اثر مصر کا تمام آزاد خیال طبقہ ہے۔ اس کانفرنس کا قطعی طور پر بائیکاٹ کردیا۔

اس کانفرنس کے دوران میں آزاد خیال مصریوں نے حکومت مصر کے خلاف شدید مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے حالت اس درجہ نازک ہوگئی کہ حکومت کو پولیس اور فوج تک سے کام لینا پڑا۔ چنانچہ اخبارات کا بیان ہے کہ اس مظاہرہ میں نحاس پاشا لیڈر وفد پارٹی بُری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ اور پولیس چیف رسل پاشا کے بھی چوٹ آئی ہے۔ یہ کچھ نہیں معلوم ہوسکا کہ یہ مظاہرہ کس سلسلہ میں ہوا لیکن قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ اسی کانفرنس کا نتیجہ ہے۔

وفد پارٹی کا اس کانفرنس سے قطعی طور پر بائیکاٹ کردیا گیا اس چیز کا کھلا ہوا ثبوت نہیں ہے کہ خود مصریوں کو اس کانفرنس

(شوکت علی مہتی ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر نے خواجہ بکڈپو برقی پریس دہلی میں چھپواکر شائع کیا)

پر کوئی اعتبار نہیں۔ مصر سے قطع نظر کرنے کے بعد ہندوستان سے جو مندوبین گئے ہیں۔ ان میں سے چند کو چھوڑ کر باقی تمام وہ سرشیفائڈ غدار ہیں۔ جو برطانیہ کے ازلی غلام ہیں۔ ان غداروں کی اس کانفرنس میں شرکت ہی کانفرنس کے اصل مقصد کو ظاہر کر رہی ہے۔

اس کانفرنس کا فلسطین کے حق میں مفید ہونا تو درکنار ہم کو اندیشہ ہے کہ کہیں یہ دنیائے اسلام کے لئے انتہائی مضر ثابت ہو بہرحال یہ کانفرنس ناکامی کے ساتھ ختم ہوئی ہے اور اس کے بعد کے نتائج کا مسلمانوں کو انتظار کرنا چاہیئے۔

جدید عاشق اسلام جرمنی

آسٹریا اور زیکوسلاویکیا کے بہترین علاقہ کو ہضم کرنے کے بعد جرمنی مشرق کی طرف توجہ کرنا چاہتا ہے۔ مشرق میں خصوصیت کے ساتھ جرمنی اسلامی ممالک کی تاک میں ہے۔ چنانچہ جرمنی کی اسلامی ممالک پر نظر عنایت کے سلسلہ میں تبصرہ کرتے ہوئے فرانس کا ایک اخبار لکھتا ہے کہ۔

"آج کل مشرق قریب میں جرمنی نے اس قسم کا
اقتصادی پروگرام شروع کرنے کا عزم کیا ہے
جو جنگ عظیم سے پہلے تھا۔ جرمنی کی نظریں صرف
ترکی پر ہی نہیں بلکہ شام۔ عراق۔ لبنان۔
اور افغانستان پر بھی ہیں۔

فرانس کے اس اخبار کی اس اطلاع سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسولینی کی طرح یہ دوسرا عاشق اسلام کس طرح اسلامی ممالک کو ہضم کرنے کی فکر میں ہے۔

مسلمانوں کی یہ انتہائی بدبختی ہے کہ یورپ میں ہر سال کوئی نہ کوئی نیا عاشق اسلام پیدا ہو جاتا ہے۔ جو مسلمانوں میں اپنے حق میں پروپیگنڈا کرتے ہوئے بظاہر تو اپنے آپ کو عاشق اسلام ظاہر کرتا ہے۔ لیکن درحقیقت اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کمزور اسلامی ممالک میں فتنہ اور فساد برپا کر کے ان کو ہضم کیا جائے۔

یہ جدید عاشق اسلام مسلمانوں کے لئے مسولینی سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اس کی طاقت دن بدن بڑھ رہی ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ آگے چلکر اس کا مسلمانوں کے ساتھ عشق مسلمانوں کے حق میں زہر ثابت ہو۔ ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اس عاشق اسلام سے خبردار رہیں۔

گاندھی جی کی تصویر کی پوجا کا حکم

سی پی کے مسلمانوں میں چاندور (سی پی) لوکل بورڈ کے کانگرسی چیرمین کے ایک سرکلر کے خلاف شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ اس سرکلر کے ذریعہ ہندو اور مسلمان مدرسین کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ گاندھی جی کی سالگرہ کے موقع پر طلبا اور معززین سے گاندھی جی کی تصویر کی پوجا کرائیں۔

چاندور کے چیرمین اگر گاندھی جی کی پرستش کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ تو ان کو کون روک سکتا ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان مسلمانوں کو جو اپنے بزرگان دین کی تصاویر تک گھر میں رکھنا گناہ خیال کرتے ہیں۔ گاندھی جی کی تصویر کی پوجا کرانا کونسی رواداری ہے۔

کانگریس کی حالت کس قدر قابل رحم ہے کہ اسے ہمدرد بھی ملتے ہیں تو چاندور کے چیرمین جیسے جو اپنی غلط روش سے

کانگریس کو مسلمانوں میں دن بدن غیر ہر دلعزیز بنائے جارہے ہیں۔ اگر کانگریس کو کچھ ایسے ہمدرد حاصل ہوگئے

تو اس کانگریس کا خدا ہی حافظ ہے۔

ضرورت ہے کہ گاندھی جی اور سبھاش بابو اس نامعقول حکم کے سلسلہ میں چاندور کے چیرمین کے خلاف کوئی کارروائی کریں اور اس سے پوچھیں کہ اس قسم کی پوجا کے پروپیگنڈے کے کیا معنی ہیں۔ اگر گاندھی جی اس معاملہ میں خاموش رہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خود گاندھی جی بھی اس قسم کی لغویت کو پسند کرتے ہیں۔

کانگریس کا مہمل صنعتی پروگرام

پچھلے دنوں دہلی میں کانگرسی صوبوں کے صنعتی وزرا کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں صنعتی پروگرام جاری کیا جائے تاکہ ہندوستان صنعت کے معاملہ میں غیر ممالک کا محتاج نہ رہے یہ پروگرام نہایت معقول تھا جسکی ہم نے زبردست حمایت کی تھی لیکن اسی ہفتہ اس صنعتی پروگرام پر ڈاکٹر کاٹجو وزیر تعلیم یو پی نے جو تقریر کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ پروگرام قطعی مہمل ہے آپ نے فرمایا کہ۔

صنعتی کانفرنس میں یہ تسلیم کیا جا چکا ہے۔ جبتک
ہندوستان مختلف چیزیں بنانے کیلئے مشینیں
تیار نہیں کریگا۔ اس وقت تک اسے مغرب کا
منہ تکنا پڑے گا۔ لہذا سب سے پہلے ہمیں مشینیں
تیار کرنے کے لئے کوشش کرنی ہے۔

گویا اس کے یہ معنی ہیں کہ جب تک ہندوستان میں ہندوستانی مشینری تیار نہ ہوگی۔ اس وقت تک ہندوستان بدستور غیر ملکی مال کا محتاج رہیگا۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ پہلے یورپ کی مشینری کے ذریعہ ہندوستان کی صنعت میں ایک انقلاب برپا کر دیا جاتا۔ اور اس کے بعد خود اپنے ملک میں مشینیں بنائی جائیں۔

جہانتک مشینوں کی تیاری کا پروگرام ہے۔ وہ شائد ابھی پچاس برس بھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس مہمل تجویز کی بنا پر کانگریس نے پچاس برس کے لئے ہندوستان کی صنعتی جد وجہد کو لپیٹ کر رکھدیا ہے۔

ضرورت ہے کہ کانگریس اپنی اس مہمل تجویز پر دوبارہ غور کرے اور کم از کم اتنی مدت کے لئے ولائتی مشینری سے کام لے جب تک کہ ہندوستان مشینری بنا لینے کے قابل نہیں ہو جاتا۔ مشینری کی تیاری کے انتظار میں سارے صنعتی پروگرام کو لپیٹ کر رکھدینا ہمارے نزدیک سراسر حماقت ہے۔

بمبئی سنسر بورڈ کے ممبروں کی نالائقی

بمبئی سنسر بورڈ میں کیسے کیسے نا اہل ممبر بھرے ہوئے ہیں اس کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ انھوں نے ڈرم جیسی ل آزار تصویر کو بھی پاس کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس تصویر کی بدولت بمبئی کے سیکڑوں نوجوانوں کو قید اور زد کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔

ان نا اہل ممبروں کی پاس کردہ فلم کو آنریبل ہوم ممبر نے ناقابل نمائش قرار دیکر ان کی نالائقی پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ نا اہل ممبر ہرگز اس قابل نہیں ہیں جو فلموں کے سنسر کرنے کی اہم خدمات کو انجام دے سکیں۔

ضرورت ہے کہ ان نا اہل ممبروں کو سنسر بورڈ سے نکالا جائے اور ان کی جگہ ایسے اہل حضرات کو مقرر کیا جائے جو پبلک جذبات اور احساسات کو سمجھنے کا سلیقہ رکھتے ہوں۔

ہمارا خیال ہے کہ جب تک یہ نا اہل سنسر بورڈ میں رہینگے اس وقت تک ڈرم جیسی فلمیں منظور ہوتی رہیں گی اور ایسی آزار تصاویر برابر ہندوستان میں ہنگامہ برپا کرتی رہیں گی۔

آنریبل فضل حق ہندوستان فتح کرنیکی فکر میں

آنریبل فضل حق وزیر اعظم بنگال غیر سیاسی اور پرجوش تقریروں کے سلسلہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ کے جوش وخروش کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ سندھ مسلم کانفرنس میں آپ نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

اگر ایک اٹھارہ سالہ فرزند اسلام محمد بن قاسم
مٹھی بھر سپاہیوں کے ذریعہ سندھ کو فتح کر سکتا ہے
تو بلا شبہ ہندوستان کے نو کروڑ مسلمان تمام
ہندوستان کو فتح کر سکتے ہیں۔

جہانتک آنریبل فضل حق کے مندرجہ بالا تقریر کا تعلق ہے اس سے چند سیدھے سادے مسلمان تو ضرور خوش ہو سکتے ہیں۔ لیکن جن کو خدا نے سیاسی عقل دی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب نو کروڑ مسلمان ہندوستان سے غیروں کے تسلط کو کمزور کرنے کے لئے کچھ نہ کر سکے تو ان کے ہندوستان فتح کرنے کے دعوے کس حد تک حق بجانب ہیں۔

ہمارا مسٹر فضل حق کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ہندوستان میں اسلامی راج کا خواب دیکھنے کی بجائے یہاں مشترک حکومت کی تجاویز سوچیں۔ کیونکہ موجودہ حالات میں ہندوستان کو جو چیز زیادہ سے زیادہ مل سکتی ہے وہ مشترکہ حکومت ہے ہندو یا مسلم راج کا تصور تو صرف مہاسبھائیوں اور ان ملاؤں تک محدود رہنے دیجئے۔ جو اسلامی یا ہندو راج کے نام پر ہمیشہ برطانیہ کی جڑیں مضبوط کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

عاشق اسلام مسولینی سے مسلمان نالاں

اخبار الصراط کا نامہ نگار مقیم ادیس ابابا لکھتا ہے کہ اس وقت حبش کے مسلمانوں میں مسولینی کے خلاف شدید ناگواری پھیلی ہوئی ہے۔ کیونکہ حبش کے مسلمانوں کے ساتھ مسولینی کی حکومت نہایت ذلت آمیز سلوک کر رہی ہے۔

حبش کے مسلمانوں نے مسولینی کو ایک یادداشت بھیجی ہے۔ جس میں مسولینی کو وہ تمام وعدے یاد دلائے گئے ہیں جو اس نے مسلمانان حبش سے کئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے اس عاشق اسلام کی اسلام دوستی کہ جب یہ حبش پر تسلط قائم کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت حبش میں مساجد بنانے کے دعوے تھے۔ عربی زبان کو ملکی زبان قرار دینے کا وعدہ تھا۔ لیکن اب جبکہ حبش پر کسی حد تک اس کا قبضہ ہو چکا ہے۔ تو وہ سارے وعدوں کو بھول چکا ہے۔ اور حبش کے مسلمان آج اسے اس کے بھولے ہوئے وعدے یاد دلا رہے ہیں۔

جمعیۃ العلماء کانپور لیگ کی حامی

حال ہی میں کراچی میں مسلم لیگ کا اجلاس ہوا تھا، اس اجلاس میں جہاں لیگی لیڈروں نے تقریریں کیں وہاں جمعیۃ العلماء کانپور نے بھی لیگ کے ساتھ اپنی عقیدت کا اظہار کیا جمعیۃ العلماء کانپور کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ جہاں مسلم لیگ کا اجلاس ہو وہیں جمعیۃ العلماء کانپور کے ممتاز منتظر کارکن پہنچ جائیں۔ اور ایک دو ریزولیشن پاس کردیں خواہ یہ ریزولیشن ملک اور ملت کے لئے بے معنی ہی کیوں نہ ہوں۔

مسلم لیگ کی ذم کے ساتھ جمعیۃ العلماء کانپور کا یہ چپکنا بجائے اس کے کہ مسلم لیگ کے وقار کو بڑھائے مسلم لیگ کے لئے الٹا رسوا کن ہے۔ کیونکہ ذمہ دار طبقوں کا یہ خیال ہے کہ جمعیت العلماء کانپور ایک ایسی خانہ ساز انجمن ہے جس نے ہمیشہ ملک کے کاز کو نقصان پہنچایا ہے۔

مسٹر جناح کی عقل پر ماتم کرنا چاہئے کہ وہ جمعیت العلماء کانپور کے گذشتہ کارناموں سے واقف ہونے کے باوجود بھی اس بے معنی انجمن کے ساتھ اشتراک عمل کر رہے ہیں۔ اور اس طرح ہندوستان کے اس نوجوان طبقہ کو اپنے آپ سے اور لیگ سے بیزار کرتے چلے جاتے ہیں۔ جو نام نہاد مولویوں کے وجود سے بری طرح بیزار ہے۔

مسٹر جناح کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر وہ جمعیت العلماء کانپور کے ساتھ اسی طرح اشتراک عمل کرتے رہے اور مولویوں کے ہاتھوں میں کھیلتے رہے تو ہندوستان کا آزاد خیال طبقہ لیگ سے قطع تعلق کے لئے مجبور ہو جائیگا اور اس طرح ان کو جمعیت العلماء کانپور کی حمایت بے حد مہنگی پڑیگی۔

"اسلام خطرہ میں ہے"

حال ہی میں مدراس میں مسلم کانفرنس کا اجلاس ہوا تھا اس اجلاس میں مسلم کانفرنس کے سکریٹری نے اپنا بیان دیتے ہوئے کہا

> ہم اکثر اوقات "اسلام خطرہ میں" کا نعرہ سنتے ہیں۔ تاہم ہمیں یقین ہے کہ ایسے خطرہ کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ گو ہم اس صوبہ میں اقلیت میں ہیں تاہم ہم کو اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ہم دوسرے صوبہ کے ان مسلمانوں کو جو کافی تعداد میں ہیں اس خطرہ کا اظہار کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو حیران رہجاتے ہیں۔

سکریٹری صاحب کا فرمانا بجا اور درست لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہندوستان کے ملا اور مولوی اسلام خطرہ میں کا نعرہ نہ لگوائیں تو پھر ان کو کون پوچھے۔ یہ وہ معزز طبقہ ہے جس کا کام ہی یہ ہے کہ مسلمانوں کو غیر اقوام سے خوفزدہ کرکے اپنا الو سیدھا کرے۔

مسلمانوں کو ڈوب مرنا چاہئے کہ وہ اسلام خطرہ میں کا نعرہ لگا کر اپنی بزدلی اور کمزوری کا اظہار کر رہے ہیں۔ حالانکہ مسلمان قوم وہ جری قوم ہے۔ جس نے مٹھی بھر ہونے کے باوجود ایک ہزار سال تک ہندوستان پر حکومت کی ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ مسلمان کو نہ ہندو سے خطرہ ہے اور نہ کسی غیر مسلم سے مسلمان کے لئے سب سے زیادہ خطرناک وہ تنگ نظر لیڈر ہیں جو مسلمانوں کو "اسلام خطرہ میں" کے نعروں سے بزدل بنا رہے ہیں۔

دنیا کی تاریخ دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کو آجتک کوئی غیر مسلم طاقت نقصان نہیں پہنچا سکی مسلمانوں کو جسقدر بھی نقصان پہنچا ہے وہ اپنی ہی قوم کے غداروں سے پہنچا ہے۔ لہذا مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان مسلم لیڈروں اور بزدل اخبارات کے خلاف آواز بلند کریں جو اسلام خطرہ میں کا نعرہ لگا کر ہندوستان کے (کروڑ) مسلمانوں کو نامرد ظاہر کرتے ہیں۔

گاندھی جی کو اغوا کا خوف

گاندھی جی آجکل صوبہ سرحد میں مقیم ہیں۔ اخبار نویسی کی اطلاع ہے کہ گاندھی جی جس مکان میں اقامت فرما ہیں۔ اس کی چھت پر اور گرد و پیش فدائی خدمتگار بھری ہوئی بندوقیں لئے ہوئے پہرہ دے رہے ہیں۔ اس پہرے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد میں یہ افواہ پھیل گئی ہے کہ بعض سرحدی گاندھی جی کو اغوا کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

ذمہ دار کانگریسی حلقوں میں گاندھی جی کا اس طرح سنگینوں اور بندوقوں کے پہرے میں رہنے پر شدید اعتراض کیا جا رہا ہے کیونکہ گاندھی جی عدم تشدد اور اہنسا کے پیرو ہیں لوگوں کا خیال ہے کہ ایک عدم تشدد اور اہنسا کے پیرو کو کسی حالت میں بھی ان آلات حرب کی پناہ نہیں لینا چاہیئے جو تشدد کا ذریعہ بن سکتے ہوں۔

ان معترضین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ دنیا میں اصول ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں۔ عدم تشدد اور اہنسا کا اصول اس وقت کی داستان پارینہ ہے جب گاندھی جی صوبجاتی حکومتیں حاصل نہ کر سکے تھے۔ صوبجاتی حکومتوں کے حاصل کرنے کے بعد بندوقوں اور سنگینوں کے سایہ میں گاندھی جی کا پناہ لینا تو درکنار گاندھی جی بنگال کے ان تشدد پسند قیدیوں تک کی حمایت کر رہے ہیں۔ جو قتل و خون اور ڈاکہ زنی کے جرم میں ماخوذ ہیں۔ جب گاندھی جی قاتلوں اور خونیوں تک کی حمایت کر سکتے ہیں تو حفاظت خود اختیاری کے لئے اگر بندوق کی پناہ انہوں نے لے لی ہے تو آخر کونسا جرم ہے۔

روزنامہ عادل کا دوبارہ اجرا

قوم پرست حلقوں میں یہ خبر نہایت مسرت کے ساتھ سنی جائیگی کہ روزنامہ عادل جسکی اشاعت چند روز سے التوا میں پڑی ہوئی تھی وہ اکتوبر کے آخری ہفتہ میں پھر جاری ہو جائیگا۔

روزنامہ عادل نے ہمیشہ فرقہ پرستی۔ اور پارٹی بازی سے بلند ہو کر ملک اور قوم کی خدمت کی ہے۔ اب بھی عادل اپنے اسی مسلک پر قائم رہے گا۔

عادل کے اجرا کا مقصد جہاں تازہ ترین روزانہ خبریں فراہم کرنا ہوگا وہاں عادل ان نام نہاد لیڈروں اور مولویوں کے خلاف پوری قوت کے ساتھ قدم اٹھائیگا جنہوں نے نہ صرف مسلمانوں کو ذلیل و خوار رکھا ہے بلکہ جن کا وجود ہندوستان کے دامن پر ایک بدنما داغ ہے۔ ہم کو امید ہے کہ عادل آزاد خیال نوجوان طبقہ میں سب سے زیادہ مقبول ہوگا۔ عادل کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوگی کہ نہ وہ کسی مولوی کا اخبار ہوگا اور نہ کسی لیڈر کا وہ عوام کی صحیح اور بے لاگ ترجمانی کریگا۔

قوم کا پیغام

عاشق وزارت وزیر اعظم سندھ کے نام

محبی خان بہادر اللہ بخش۔ جب آپ نے سندھ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی اس وقت آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں نے وزارت عظمیٰ کا عہدہ وقار کی خاطر نہیں اختیار کیا ہے۔ میرا مقصد اپنے صوبہ کے باشندوں کی خدمت کرنا ہے۔ لیکن آپ کی قلابازیاں ہم کو بتا رہی ہیں کہ آپ کا مقصد اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ آپ لیلائے وزارت سے ہم آغوش رہیں خواہ صوبہ کو نقصان پہنچے یا فائدہ۔

وزارت کی خیر مناتے ہوئے کبھی آپ جناح کے قدموں پر سر رکھتے ہیں اور جناح سے فرماتے ہیں کہ اگر مجھے وزیر اعظم برقرار رکھا جائے تو میں مسلم لیگ کے منشور پر دستخط کرنے کے لئے تیار ہوں۔ جب مسٹر جناح کوئی یقین نہیں دلاتے تو آپ کانگریس اور ہندوؤں سے ساز باز کرتے ہیں۔ غرضکہ آپ وزارت کے سچے عاشقوں میں ہیں۔

محب من آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ آپ جیسے بے اصول لوگوں پر نہ مسلم لیگ کو اعتماد ہو سکتا ہے اور نہ کانگریس کو۔ اور آپ کی ان قلابازیوں کو ہندوستان کے کسی حصہ میں بھی قدر کی نظر سے نہیں دیکھا جا سکتا۔

آپ کی پوزیشن نہ صرف مسلمانوں کی نظر میں بلکہ تمام ہندوستانیوں کی نگاہ میں اتنی گر گئی ہے کہ اب آپکے لئے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔ کیونکہ اب آپکی وزارت ریت کے ڈھیر پر ہے۔ اگر آج نہیں تو کل آپکو وزارت سے علیحدگی اختیار کرنی پڑیگی۔

ہندوستان کو آپ جیسے وزرا کی ضرورت نہیں ہے جو وزارت کے شیدائی ہوں۔ ہندوستان کو ضرورت ہے ان خادمان خلق کی جن کے قدم خود وزارت چومے۔

"ایڈیٹر"

مہاراجہ صاحب کشمیر کے نام

یور ہائینس۔ آپ اس چیز کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ اب "لا اینڈ آرڈر" کا زمانہ نہیں رہا، صرف وہ حکمراں حکومت کو چلا سکتے ہیں جو رعایا کے دلوں پر حکومت کرنا جانتے ہوں لیکن آپ کی ریاست میں ہنوز "لا اینڈ آرڈر" کا دور جاری ہے۔

سیاسی تحریکوں کو آپکی ریاست میں جس بری طرح سے کچلا جا رہا ہے۔ وہ بے حد افسوسناک ہے۔ آپکی ریاست میں صرف حریت پرست مردوں ہی پر مظالم نہیں ہوتے ہیں بلکہ غریب عورتیں اور بچے بھی ریاستی حکام کے ہاتھوں ستائے جاتے ہیں۔

حضری۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اب ریاستی رعایا وہ ریاستی رعایا نہیں ہے جو ایک صدی پہلے تھی اب ریاستی رعایا اس چیز کو محسوس کر رہی ہے کہ جب برطانی علاقہ کے باشندے صوبجاتی آزادی کا لطف اٹھائیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ریاستی باشندے غلام رہیں۔

ریاستی رعایا کو اب زیادہ مدت تک غلام نہیں رکھا جا سکتا آپ کے لئے اور آپکی حکومت کے لئے یہی بہتر ہے کہ آپ اپنی رعایا کو جائز مطالبات دیکر اس آگ کو دبا دیں جو آگے چل کر انتہا سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔

"ایڈیٹر"

قلم کی شوخیاں

زندہ دل انسان کے لئے دُنیا کے ہر ذرہ میں ایک شوخی اور زندگی ہے

موجودہ زمانہ میں بیوی کا مسئلہ بے حد پیچیدہ ہوگیا ہے۔ بعض لوگوں کا تو خیال ہے کہ بیوی کو شجر ممنوعہ سمجھتے ہوئے ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بیوی کے بغیر گذارہ ہونا ناممکن ہے۔ ایک طبقہ کا خیال ہے کہ جس طرح حکومت نے آنریری مجسٹریٹ رکھ لئے ہیں اسی طرح آنریری بیویاں رکھ لی جائیں۔ غرضکہ بیوی اچھی خاصی سانپ کے منہ کی چھچھوندر بن گئی ہے۔ نگلو تو کوڑھی اور اگلو تو اندھے۔

یہ مسئلہ اس لئے اور بھی زیادہ پیچیدہ ہوگیا ہے کہ بیویوں نے ایک لامتناہی مطالبات کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ پہلے تو صورت یہ تھی کہ محض روٹی کپڑے پر گذارہ ہو جاتا تھا۔ اب تھیٹر بھی چاہیئے۔ سینما بھی ضروری ہے۔ موٹر بھی درکار ہے۔ نئے زمانہ کی ساڑھیوں کے بغیر بھی مفر نہیں۔ غرضکہ ایک بیوی اپنے ساتھ ہزار دل بلائیں لیکر آتی ہے۔

شادی شدہ حضرات کے لئے ابتک تو یہ سہولت تھی کہ بیوی کے یہ مطالبات جب چاہتے تھے پورے کر دیتے تھے اور جب چاہتے تھے ٹال دیتے تھے۔ مگر اب مختلف ممالک میں ایسے قوانین بن رہے ہیں جن کے بعد بیوی کی فرمائشوں اور مطالبات کا ٹالنا ناممکن ہو جائیگا۔ ناروے اور سویڈن میں تو اس قسم کا قانون پہلے ہی سے موجود تھا۔ اور اب انگلستان میں بھی ایک قانون بن رہا ہے جس کے بننے کے بعد انگلستان کے شوہروں کی الٹے استرے سے حجامت بناکریگی۔

اس جدید قانون کے پاس ہونے کے بعد بیویوں کو صرف روٹی اور کپڑے پر نہیں بہلایا جا سکے گا بلکہ بیویوں کو باقاعدہ شوہر تنخواہ دینے پر مجبور ہونگے۔ تنخواہ کا حساب بھی بڑا عجیب ہے۔ اگر میاں پانچسو روپیہ ماہوار کمائیں گے تو اس میں سے پورے ڈھائی سو کی حقدار وہ بیوی ہو جائیگی جو گھر میں اینڈتی رہتی ہے یعنی محنت تو کریں بی فاختہ اور کوّے انڈے کھائیں۔

بیوی کو کامل اختیار ہوگا کہ وہ اس نصف تنخواہ کو جس طرح چاہے صرف کرے۔ کسی میاں کو اس نصف تنخواہ کے سلسلہ میں دو لفظ کہنے کا بھی حق حاصل نہ ہوگا۔ یہ بیوی کی عنایت اور مہربانی پر موقوف ہے کہ وہ اس تنخواہ کو میاں کی آسائش پر صرف کرے یا نہ کرے یا عیش پرستی میں اڑا دے۔ گویا اس قانون کے پاس ہونے کے یہ معنی ہیں کہ بیوی عمر کے لئے کمترین خاوند کی آدھی آمدنی بحق بیوی قرق ہو جایگی۔

ہندوستانی مرد شکر ادا کر رہے ہونگے کہ یہ بلا انگلستان ہی تک محدود رہی لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہندوستان میں بھی یہ تحفہ مغرب عنقریب آنے والا ہے۔ اس کے بعد ان شوہروں کے دماغ درست ہو جائینگے جو خود تو گلچھرے اُڑاتے پھرتے ہیں اور بیویاں گھروں میں اپنی قسمت کو روتی ہیں۔ ہندوستانی شوہروں کو معلوم ہو جانا چاہیئے کہ ان کی آدھی آمدنی کے قرق ہونے کا زمانہ اب دور نہیں ہے۔

معلوماتِ عامہ

دنیا عجائبات کا ایک سمندر ہے اور اس سمندر کا ہر قطرہ معلومات کا ایک دریا ہے

وہ سرزمین جہاں بے حیائی اور بدشرمی کوئی عیب نہیں

(از جناب شیخ عزیز احمد صاحب مقیم لندن)

جناب شیخ عزیز احمد صاحب جو حصول تعلیم کی غرض سے آجکل لندن میں مقیم ہیں۔ آپنے اخبارات میں اپنے بعض مشاہدات شائع کرائے ہیں۔ ان مشاہدات کے سلسلہ میں آپ نے بیان کیا ہے کہ اس وقت یورپ میں بے حیائی اور بدشرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ والدین، اولاد کے سامنے عشق کرتے ہیں۔ اولاد، والدین کے رو برو بوس و کنار تک سے گریز نہیں کرتی۔ ہر سال صرف لندن میں ۲۵ ہزار ناجائز بچے پیدا ہوتے ہیں اور ہر شام کو باغوں میں متعدد آلات منع حمل پڑے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ آپ نے یورپ کے افسوسناک حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان شرمناک واقعات کو دیکھتے ہوئے تو یہ بہتر تھا کہ یورپ میں تعدد ازدواج کی اجازت دیدی جاتی۔ جو کہ عیسائی مذہب میں واقعیت جائز ہے۔ آپ کا مضمون ملاحظہ ہو ۔۔۔۔۔

انجیل کی پرانی جلد کے مطالعہ سے یہ بات بخوبی روشن ہوجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے کثرت النکاح کو ممنوع قرار نہیں دیا کیونکہ حضرت یعقوب کے خاندان میں کثرت النکاح کی رسم موجود تھی حضرت عیسیٰ اہل یہود سے تھے اور اہل یہود میں کثرت النکاح کی رسم عام تھی۔

ان پیغمبروں کی شادیوں کے بارہ میں جن کا حوالہ میں نے انجیل سے دیا ہے۔ ایک انگریز ماہر دینیات ڈاکٹر ولکنس کا بیان ہے کہ یہ شادیاں جائز شادیاں تھیں۔ جان ملٹن کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ چرچ کے دیگر ممبران کو کثرت نکاح کی اجازت تھی۔ براعظم یورپ کی تاریخ کے مطالعہ اور سینٹ آرسپرجنیں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرون وسطی میں فرانس کے مختلف بادشاہوں، مثلاً کلوٹیرا، ہیرب ڈرلش ہیری کس اور ازلمنس مقتم ۵۸۶ء بعد از مسیح کثرت النکاح کے مرتکب ہوئے۔ جرمنی کی ایک قوم فرینک نامی جس نے پانچویں صدی عیسوی میں فرانس کو فتح کیا۔ اس کا بہت سے بادشاہ عیسائی قانون کے مطابق کثرت النکاح کے مرتکب ہوئے۔ فاورڈمیل اس بات کا اقبال کرتا ہے کہ قرون وسطی میں یورپ میں کثرت النکاح کی رسم عام تھی اور کثرت النکاح عیسائی قانون کے مطابق ہوتا تھا۔ اکثر بادشاہوں کی تین یا تین سے زائد بیویاں تھیں۔ پوپ گریگری ۷۲۶ء میں ایک خط تحریر کرتا ہے کہ اگر عورت کسی مرض میں مبتلا ہو اور اسکے باعث وہ خاوند کی نفسانی خواہشات پوری نہ کر سکے۔ تو خاوند کو دوسری شادی کرنے کا حق حاصل ہے۔ پوپ گریگری کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ خاص خاص حالتوں میں عیسائیوں کو کثرت نکاح کی اجازت ہے۔

دور حاضرہ میں کثرت النکاح برطانیہ میں قانوناً ممنوع ہونے کی وجہ سے حکومت برطانیہ کو جس قدر گراں بوجھ برداشت کرنا پڑ رہا ہے، اس کا صحیح اندازہ ناظرین مندرجہ ذیل اخباری بیانات سے لگا سکتے ہیں۔

انگلستان میں اسی ہزار کنواریاں

لندن کا اخبار ڈیلی ایکسپریس مورخہ ۱۰ر جون ۱۹۳۵ء رقمطراز ہے کہ اس ملک میں اس وقت اسی ہزار کے قریب غیر شادی شدہ لڑکیاں اور بیوہ عورتیں موجود ہیں جن کو حکومت کی طرف سے پینسٹھ سال کی عمر میں جبکہ وہ نوکری کرنیکے قابل نہیں رہتیں پنشن دی جاتی ہے۔ اب یہ عورتیں کوشش کر رہی ہیں کہ ان کو پچپن سال کی عمر میں پنشن دی جائے۔

حالانکہ ملکی قوانین کے مطابق کثرت ازدواج کو اس جگہ جرم قرار دیا جاتا ہے۔ مگر پھر بھی آئے دن اخبارات میں کسی نہ کسی شخص کا ذکر ضرور ہوتا ہے جس نے پہلی بیوی سے طلاق حاصل کئے بغیر دوسری عورت سے شادی کی ہو۔ ڈیلی ایکسپریس نے آخر مارچ میں اپنی مختلف اشاعتوں میں کئی عورتوں کی تصاویر شائع کی تھیں جن کے خاوند کثرت النکاح کے جرم میں سزایاب ہوئے تھے۔ یہی اخبار اپنی اشاعت مورخہ ۲۶ اور ۲۱ر مئی میں ایسے چند اور اشخاص کا ذکر کرتا ہے جو کہ اسی جرم کی پاداش میں سزایاب ہوئے تھے۔ ڈیلی اسٹار اپنی اشاعت مورخہ ۲۱ر مئی میں ایک پولیس کانسٹبل کا ذکر کرتا ہے جو کہ اسی جرم کا مرتکب ہوا۔

یہ شادی ہے یا عشق بازی

ڈیلی ایکسپریس مورخہ ۱۶ر جون رقمطراز ہے کہ لندن میں متوسط طبقہ کے لڑکے اور لڑکیاں نوکری یا بیوپار کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے واقفیت پیدا کرتے ہیں۔ اکثر لڑکے پہلے ملاقات کے پانچ روز بعد منگنی کر لیتے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر منگنیاں ایک سال تک قائم رہتی ہیں۔ اکثر شادیاں منگنی کے پانچ سال بعد ہوتی ہیں منگنی کے ایام میں لڑکا اور لڑکی اپنا بیشتر وقت ایک دوسرے کی صحبت میں گذارتے ہیں اور اکثر حالتوں میں ان کے تعلقات میاں بیوی کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ان شادیوں میں سے بہت ہی کم ایسی ہیں جو کہ کامیاب ثابت ہوتی ہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ شادی کے تھوڑے ہی دنوں بعد طلاق کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انگلستان کی عدالتوں میں ہر سال ایک ہزار چھ سو کے قریب طلاق کے مقدمات ملتوی ہوکر پڑے رہتے ہیں۔ امسال ایسٹر میں (۲۰۰۰) دو ہزار طلاق کے مقدمات انگلستان کی عدالتوں میں پیش ہوئے اور جس میں سے تین سو آئندہ تاریخ پر ملتوی کر دئے گئے

بدشرمی اور بے حیائی کی انتہا

مجھے انگلستان میں دیکھنے اور سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ جب کسی امیر گھرانے کی عنفوان شباب کو پہنچتی ہے تو اس کے والدین گھر میں بال روم ناچ کا انتظام کرتے ہیں۔ اور اس تقریب پر وہ اپنے واقف جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مدعو کرتے ہیں۔ سب سے پہلے چاء یا شراب کے دور چلتے ہیں۔ اس کے بعد سب ملکر ناچتے ہیں۔ ناچ کے دوران میں لڑکی کو جو لڑکا پسند آتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ دوستانہ مراسم قائم کر لیتی ہے۔ یہ مراسم بعد میں منگنی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ متوسط طبقہ کے لوگ اپنی بیٹیوں کے لئے اس قسم کے ناچ کا گھر میں کوئی انتظام نہیں کرتے کیونکہ جب لڑکی چودہ سال کی ہوجاتی ہے تو والدین اسکو ملازمت کیلئے مجبور کرتے ہیں اور ملازم ہونے پر وہ والدین کے ساتھ صرف اسی صورت میں رہ سکتی ہے جبکہ وہ ان کو اپنی تنخواہ کا ایک معقول حصہ رہائش کے مد میں دے اس طبقہ کی لڑکیاں خاوندوں کی تلاش میں پبلک ناچ گھروں میں جاتی ہیں۔ چنانچہ ہر کمسن اور با عمر مرد اور عورت بلا تمیز رنگ و ملت و مذہب ایک دوسرے کو ناچ کی دعوت دے سکتے ہیں۔ ناچ جس قدر اخلاق کے لئے تباہ کن ہے۔ اس کا اندازہ آپ بات سے لگا سکتے ہیں کہ بغیر واقفیت کے ہر مرد غیر عورت سے بغلگیر ہوسکتا ہے۔ ہر ناچ کے بعد جو مراسم ان لڑکوں اور لڑکیوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کا اندازہ ان پینتیس ہزار (۳۵۰۰۰) لاولد بچوں سے جو کہ ہر سال اس ملک میں پیدا ہوتے ہیں۔ بخوبی لگ سکتا ہے۔ ان بچوں میں سے کچھ تو اپنی ماؤں کے ہاتھوں ہلاک ہوجاتے ہیں۔ کچھ باغوں پارکوں اور جوہڑوں میں پھینک دیے جاتے ہیں۔ اور باقی ماندہ ۔۔۔۔۔ یتیم خانوں وغیرہ میں پرورش پاتے ہیں۔ ناچ گھروں کے علاوہ تھیٹروں اور سینماؤں کا منظر بھی نہایت حیا سوز ہے۔ جہاں کہ عریاں اور نیم عریاں لڑکیاں عوام کی تفریح طبع کے لئے اسٹیج پر مختلف قسم کے ناچ اور کرتب کرتی ہیں۔ ان ناچوں میں ایک بات جو دیکھنے میں آئی وہ یہ کہ کرسمس کے دنوں میں لڑکے اور لڑکیاں عوام کے سامنے ایک دوسرے کے بوسے بھی لے سکتے ہیں۔ یہ اشتعال ناچ گھروں تک ہی محدود نہیں اسکولوں اور کالجوں میں بھی دیکھنے میں آتی ہے۔ گذشتہ سال کرسمس کے ایام میں مجھے چند شرفا کے گھر جانے کا اتفاق ہوا جہاں بہت سے عیسائی اور غیر عیسائی حضرات بھی مدعو تھے۔ میزبان نے مہمان نوازی کا آغاز شراب کے پیالوں سے شروع کیا۔ شراب نوشی کے بعد ناچ اور اس کے بعد مختلف قسم کے کھیل شروع ہوئے جن میں یہ شرط تھی کہ جو ہارے وہ دوسرے کھلاڑیوں کو بوسہ دے اور اس سے ہمکنار ہو۔ اس موقعہ پر بیٹی والد اور والدہ کے اور والدہ، بیٹی اور خاوند کے سامنے مہمانوں کی بوسوں سے تواضع کرتی نظر آئی۔

بے حجابی اور عیاشی

یورپ میں عورت کو مکمل آزادی ہے۔ ہر بالغ لڑکی اپنی مرضی کی مالکہ ہے اور رسم پردہ کو بُرا خیال کرتی ہے۔ پردہ سے میرا مطلب عورت کا برقع میں لپٹے رہنا یا مکان کی چہار دیواری کے اندر مقید رہنا نہیں بلکہ اس کا اپنے بدن کو غیر مردوں کی

نظر سے ڈھانکنا اور ان سے رابطہ نہ رکھنا ہے۔ ان لڑکوں اور لڑکیوں کے راہ و رسم اور روابط میں چونکہ ... ان کے والدین اور قانون دخل انداز نہیں ہو سکتا۔ اس لئے غیر شادی شدہ جوان اور بالغ مرد اور عورتیں کالی رات گئے تک باغوں اور پارکوں دیگر آرام گاہوں میں لیٹے رہتے ہیں۔ ہائیڈ پارک کلیپم، کامن، ہمسٹیڈ ہیتھ اور دیگر باغوں میں دوپہر اور رات کے وقت ایک ساتھ پڑے رہتے ہیں اور پارکوں میں روزانہ مستعمل شدہ آلات مانع حمل پڑے ہوئے ملتے ہیں۔ شام کو اکثر لڑکے اور لڑکیاں بازاروں میں بند دکانوں کے دروازوں کے آگے بغلگیر ہوئے گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔ ان حیا سوز مناظر کا صحیح اندازہ صرف وہی اصحاب کر سکتے ہیں۔ جو ایک بار یورپ میں کچھ عرصہ قیام کر چکے ہوں۔ باوجود آلات مانع حمل کے استعمال کے پینتیس ہزار کے قریب لاولد بچے صرف برطانیہ میں پیدا ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی ایک ناول نویس عورت مسز ظہیر برتھ یوس تصویر نے اپنے ناول میں امریکہ اور انگلستان کی عورتوں کے راہ و رسم کے بارہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان ممالک کی عورتیں خونخوار شیرنیاں ہیں۔

انگلستان میں مسئلہ طلاق

چند ماہ کا ذکر ہے کہ میں نے ایک رومن کیتھولک پادری فادر فلن کے ساتھ طلاق کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا۔ اس نے دوران گفتگو میں بتایا کہ یسوع مسیح کے الفاظ کے مطابق عیسائیت میں طلاق حرام ہے اور جو عورت یا مرد طلاق کے بعد دوسری شادی کرے وہ زنا کا مرتکب ہے۔ انگلستان کے قوانین کے مطابق طلاق حاصل کی جا سکتی ہے۔ جب مرد یا عورت دونوں میں سے ایک زنا کا مرتکب ہوا ہو۔ چند ماہ ہوئے کہ طلاق کے قانون میں تھوڑی سی ترمیم کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قانون دان دن بدن اسلامی قانون کو عمل میں لا رہے ہیں۔

ہندوستانیوں سے گزارش

مندرجہ بالا اقتباس کی روشنی میں اگر میرے مسلم بھائی پردہ کے مسئلہ پر غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ یورپین تہذیب مشرقی اقوام کے لئے کس قدر تباہ کن ہے۔ اور پردہ کے کیا کیا فوائد ہیں۔ عیسائی اور دوسری یورپین اقوام اگر موجودہ بد اخلاقی سے بچ سکتی ہیں۔ تو صرف ایک طریقہ سے اور وہ یہ کہ وہ دائرہ اسلام میں آ کر ایک مسلمان کی طرح زندگی بسر کریں اور طلاق کا وہ معیار جو آج روئے زمین کے مسلمانوں نے عرصہ چودہ سو سال سے قائم کر رکھا ہے۔ اس کو اپنا نظریہ حیات بنائیں۔

کارلائل کہتا ہے کہ "انسان زمین پر ہے - مگر وہ آسمان پر رہتا ہے۔ سیاروں میں گھومتا ہے۔ آفتاب کے گرد چکر لگاتا ہے۔ وہ تخیلات کی مدد سے اس قدر بلند پرواز کرنا چاہتا ہے جس سے زیادہ بلندی پر جانا ناممکن ہے۔ لیکن وہ خود اپنی ذات سے غافل ہے - اور اسے یہ خبر نہیں کہ میں کون ہوں اور کیا ہوں"

اخلاق و اصلاح

اخلاق وہ قیمتی سرمایہ ہے جسے برباد کر دینے کے بعد انسان سب کچھ برباد کر دیتا ہے

انسان شیطان ہے انسان فرشتہ ہے

(از ادارہ دین دنیا)

آپ بھی انسان ہیں - ہم بھی انسان ہیں - اور دنیا میں جتنی چلتی پھرتی مورتیاں دکھائی دیتی ہیں وہ سب بھی انسان کہلاتی ہیں۔ لیکن انسان اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس سے بہت کم لوگ واقف ہیں۔ انسان کے بارے میں مشاہیر عالم نے نہایت مفید اور کارآمد خیالات ظاہر کئے ہیں جن کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ انسان شیطان بھی اور فرشتہ بھی۔

شکسپیئر کہتا ہے "انسان قدرت کی صناعی کا بہترین شہکار ہے۔ اس کی عقل قابل تعریف۔ اسکی ہر جنبش میں ایک طلسم اس کے افعال میں فرشتوں جیسی صفات۔ وہ شان الٰہی کا بہترین مظہر ہے۔"

بیجر لکھتا ہے "قدرت نے انسان کو بہترین دل و دماغ سے آراستہ کیا ہے۔ وہ شان ربوبیت کا بہترین مظاہرہ ہے۔ لیکن انسانی دل و دماغ جب تاریکیوں میں پھنس جاتا ہے۔ تو انسان سے زیادہ دنیا کی کوئی چیز خطرناک نہیں۔ ایک سیاہ قلب انسان شیطان ہے اور مجسم شیطان"

ڈرتن کہتا ہے "انسان کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ دنیا میں کیوں آیا - اور اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اسے کہاں جانا ہے وہ ایک ایسا مسافر ہے جو راستہ بھول گیا ہو، اور رات کی تاریکی میں بھٹک رہا ہو۔ لیکن ان تاریکیوں میں جو چیز اسکی رہنمائی کرتی ہے وہ اس کا ضمیر ہے بشرطیکہ انسان نے اس کو مردہ نہ بنا لیا ہو"

مشہور مفکر کادلی لکھتا ہے "ساری عمر میری انسانوں میں گذری ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی میں انسان کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ میں نے نسانوں کو دیکھا ہے لیکن انسانیت ان میں مفقود تھی۔ اگر کسی انسان میں انسانیت ہو تو وہ فرشتہ سے زیادہ قابل احترام ہے"

بائرن کہتا ہے "مغرور انسان تجھے کیا معلوم کہ تو کیا ہے خاک کا ایک ڈھیر اور ڈھیر بھی نہایت غلیظ۔ اور اس پر تجھے مغالطہ ہے کہ میں دنیا کی بہترین مخلوق ہوں۔ کیا تجھ ہی جیسی مخلوقات خاک میں نہیں مل رہی - پھر بتا کہ خاک کے ڈھیر سے زیادہ تیری کیا وقعت ہے"

لیمرٹائن کہتا ہے کہ "میں تم کو بڑے آدمی کی پہچان بتاتا ہوں بڑا آدمی وہ نہیں ہے جس کے پاس دولت ہو۔ بڑا آدمی وہ نہیں ہے جو شہرت اور عظمت کا مالک ہو۔ بڑا آدمی وہ ہے جس میں انتہا درجہ کی قوت برداشت ہے۔ اور دوسروں کے لئے وہ اپنے دل میں محبت اور تڑپ رکھتا ہو۔

برک لکھتا ہے کہ "جس طرح ہر چیز جو چمکتی ہے وہ سونا نہیں ہوتی۔ اسی طرح ہر انسان جو انسان دکھائی دیتا ہے انسان نہیں ہوتا۔ دیکھنے میں دنیا انسانوں سے بھری پڑی ہے لیکن اس دنیا میں درحقیقت بہت کم انسان ہیں"

نپولین کہتا ہے کہ "عام طور پر انسان اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ وہ ایک بڑا بچہ ہے۔ جو توقعات کے ساتھ کھیلتا ہے - اور ان ہی توقعات کے تکمیل میں اپنی زندگی ختم کر دیتا ہے"

تاریخ و سوانح

تاریخ اہل نظر کیلئے دنیا کی سب سے عبرت انگیز اور دلچسپ داستان ہے

خاندان بہمنی کے افسانے

(چند تاریخی اقتباسات)

سلطان علاء الدین حسن گانگو بہمنی کے بعد اس کا بڑا بیٹا سلطان محمد شاہ تخت دکن پر بیٹھا۔ عوام کے علاوہ تمام مشائخ دکن نے حاضرانہ غائبانہ بیعت کی۔ مگر حضرت شیخ زین الدین دولت آبادی نے اس بنا پر بیعت سے انکار کیا کہ بادشاہ شراب پیتا ہے اور امر بالمعروف کی چنداں پرواہ نہیں کرتا محمد شاہ نے ناراض ہو کر ان سے کہلا بھیجا کہ آکر میری بیعت کرو اس مرد حق نے دوبارہ بیعت سے انکار کیا اور کہلا بھیجا کہ چونکہ آپ بیعت کے لئے بلواتے ہیں اس لئے حاضری سے معذور ہوں۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا۔ کہ شہر سے نکل جاؤ۔ شیخ زین الدین فوراً شہر سے نکل کر حضرت شیخ برہان الدین (اپنے پیر و مرشد) کی درگاہ میں چلے آئے۔ اور اپنا عصا وہاں گاڑ کر کہا دیکھوں یہاں سے مجھے کون نکالنے والا ہے۔ اس واقعہ سے شہر میں ایک ہلڑ مچ گیا۔ ایسے مقدس بزرگ کے ساتھ ایسا سلوک کرنے سے بادشاہ بہت نادم ہوا اور معذرت تحریراً روانہ کی۔ شیخ نے جواب میں لکھا اگر سلطان محمد شاہ غازی شریعت محمدی کا تابع رہے اور اپنے ملک سے شراب خانے دور کر دے تو مجھ سے زیادہ اس کا کوئی خیر خواہ نہ ہوگا۔ کیسے کیسے حق آگاہ اور حق گو۔ دلدادہ حریت لوگ تھے۔ جن کی صورتوں کو آج آنکھیں ڈھونڈتی ہیں اور نہیں پاتیں، بادشاہ حضرت زین الدین کی تحریر میں اپنے نام کے ساتھ غازی کا لفظ دیکھ کر بڑا خوش ہوا اور اس کو اپنے لئے فال نیک سمجھا۔ شریعت کی ترویج میں بڑی کوشش کی اور ملک میں شراب کی دوکانیں بند کرا دیں۔

سلطان محمد شاہ بہمنی راجگان بیجانگر سے اکثر لڑتا رہا ہے ایک مرتبہ (اوائل ۱۳۶۶ء مطابق ۷۶۵ھ) راجہ بیجانگر نے مدگل (علاقہ سلطنت بہمنیہ) پر حملہ کرکے وہاں کے آٹھ سو جنگی جوانوں اور شہر کے تمام مسلمان زن و مرد حتیٰ کہ بچوں تک کو بھی قتل کر ڈالا۔ صرف ایک شخص مسلمان بچ سکا۔ جس نے بادشاہ کو خبر کی بادشاہ نے غصہ سے بے اختیار ہو کر قسم کھائی کہ جبتک ایک لاکھ ہندوؤں کو قتل نہ کر دوں گا۔ تب تک تلوار کو نیام نہ کرونگا۔ اور اسی وقت فوجوں کو تیاری و روانگی کا حکم دیدیا۔

محمد شاہ نے قتل عام شروع کر دیا۔ واقعات مملکت بیجاپور میں لکھا ہے۔ کہ حاملہ عورتیں اور دودھ پیتے بچے بھی تلوار سے نہ بچ سکے۔ راجہ اور اس کے امراء آگے آگے بھاگتے پھرتے تھے۔ بادشاہ ان کے پیچھے پیچھے جاتا تھا۔ جس مقام سے گزرتا وہیں قتل عام ہو جاتا۔ بیجانگر کے معتبرین ہنود روز کے قتل عام سے تنگ آگئے انہوں نے راجہ کو صلح کے لئے کہا راجہ بھی اپنی حرکت پر نادم تھا۔ ایلچی بھیجا اور ندامت و پریشانی کا اظہار کیا اور خواہان عفو تقصیر ہوا۔ مگر بادشاہ نے صلح سے صاف انکار کر دیا۔ کسی کو مجال دم زدن نہ تھی۔ کہ بادشاہ کو اس خونریزی سے روکتا۔ آخر ایک شخص نے جرأت کی اور کہا حضرت نے قسم کھائی تھی۔ کہ مدگل کے مسلمانوں کے بدلے ایک لاکھ ہندو قتل کرونگا۔ اقبال خداوندی اس سے زیادہ قتل ہو چکے ہیں۔ جہاں پناہ نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ کسی ہندو کا تخم باقی نہ چھوڑوں گا۔ بادشاہ ہنسا اور کہا ہاں تمہارا کہنا سچ ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ قتل ہو چکے ہیں اور آئندہ قتل عام کا ارادہ ترک کر دیا۔ اور راجہ کو صلح کی جو شرائط لکھی گئیں اس نے بلا حیل و حجت منظور کر لیں (واقعات مملکت بیجاپور جلد دوم صفحہ ۴۵۹ تا ۴۶۰)

غرض ایک شخص کی تھوڑی سی اخلاقی جرأت اور انسانی ہمدردی کی بدولت آئندہ جو خونریزی ہوئی تھی وہ موقوف ہو گئی۔

۸۱۵ھ میں حضرت سید محمد گیسو دراز دہلی کی طرف سے گلبرگہ آئے۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی کو خبر ہوئی۔ وہ معہ اپنے تمام امراء اور اولاد کے شہر سے باہر ان کے استقبال کو گیا اور بڑی خاطرداری کی۔ ۸۱۸ھ میں بادشاہ نے اپنے نالائق اور عیاش بیٹے کو ولی عہد بنایا۔ اور حضرت گیسو دراز سے دعا چاہی۔ وہ چونکہ خالص اہل اللہ تھے۔ وہ کاملان صوفیا میں تھے۔ کہ بادشاہ کو کسی ذاتی غرض کے لئے خوش کرنے اور ضمیر کے خلاف کہنے انہوں نے صاف صاف کہلا بھیجا۔ کہ جب آپ نے اس کو تخت دے دیا ہے۔ تو فقیر کی دعا کی کیا حاجت ہے۔ فیروز شاہ نے دوبارہ آدمی بھیجے اور منت سماجت کی تو آپ نے کہلا بھیجا۔ خداوند تعالیٰ نے تو سلطنت کا فرمان تمہارے بھائی احمد خان کے نام لکھا ہے۔ اور اپنے اعمال حسنہ کی وجہ سے موزوں بھی وہی ہے۔ تو دوسروں کی کوشش محض بیفائدہ ہے حضرت گیسو دراز کا مکان قلعہ کے پاس تھا۔ بادشاہ نے اس جواب سے ناراض ہو کر کہلا بھیجا۔ قلعہ کے پاس آپ کے مرید بہت شور مچاتے ہیں۔ آپ باہر چلے جائیے۔ چنانچہ سید صاحب معہ اپنے اہل و عیال کے شہر سے نکل کر وہاں چلے گئے۔ جہاں اب ان کا مزار ہے فیروز شاہ کے بعد آخر اس کا بھائی احمد خان ہی احمد شاہ کے نام سے تخت پر بیٹھا جو دکن میں سلطان احمد شاہ ولی کے نام سے مشہور ہے۔

تاریخ دکن میں (بعہد سلطان علاء الدین بہمنی) ہندو مسلمانوں کی رواداری کا ایک عجیب واقعہ درج ہے لکھا ہے بیجانگر کے راجے سلاطین بہمنیہ کے باجگذار چلے آتے تھے۔ اور جب وہ کبھی سر اٹھاتے تو مسلمان ان کو وہیں کچل دیتے تھے بلا ۸۴۷ھ سے ۸۵۸ھ کے درمیان کا ذکر ہے۔ کہ دیورائے راجہ بیجانگر نے اس خیال سے کہ مسلمان فن سپہگری اور تیراندازی کو خوب جانتے ہیں۔ مسلمان نوکر رکھنے کی تجویز کی۔ راجہ نے تالیف قلوب کے لئے یہ تجویز کی۔ کہ بیجانگر میں ایک عالیشان مسجد بنوائی۔ شعار اسلام میں جو رکاوٹیں تھیں وہ دور کر دیں اور مسلمانوں کو اچھی اچھی جاگیریں دیں راجہ کے لئے ابھی ایک اور دقت باقی تھی۔ اور وہ یہ کہ مسلمان نہ دربار میں آتے تھے۔ اور نہ اس کو سلام کرتے تھے راجہ نے اس کی یہ تجویز سوچی۔ کہ دربار میں قرآن شریف کو اپنے برابر رحل پر رکھوایا۔ تاکہ جب مسلمان سلام کریں۔ تو مسلمانوں کے نزدیک قرآن شریف کو اور راجہ کی عظمت کے لئے راجہ کو سلام تصور کیا جائے ؂

افسانہ ہی افسانہ

دنیا کا ہر واقعہ بہترین افسانہ ہے اور ہر افسانہ بہترین درس عبرت ہے

داستان محبت

(از جناب محمد امین صاحب شرقپوری)

برسوں کی بات ہے کہ ہیر را نجھا نے جھنگ کی سرزمین پر محبت کا کھیل کھلا۔ وہ اپنی محبت کی داستان سے جھنگ کو غیر فانی شہرت عطا کر دی۔ زمانہ گزرتا گیا اور ان کی کہانی ایک داستان پارینہ بنکر رہ گئی۔ کچھ مدت کے بعد زمانہ نے پھر کروٹ لی۔ عشق نے سو پھونکا۔ محبت کی دبی ہوئی چنگاریاں سلگنے لگیں۔ سویا ہوا حسن انگڑائیاں لینے لگا۔ سوہنے نے رجّی کے روپ میں آکر جھنگ کی سرزمین عشق پر پھر ہیر را نجھا کی محبت کی یاد تازہ ہو گئی۔ ہم اس داستان عشق کو جناب محمد امین صاحب شرقپوری کے شکریہ کے ساتھ درج ذیل کرتے ہیں۔

رجّی جھنگ کے گاؤں کے چودھری کی اکلوتی بیٹی، جسے ہزار منتی مان کر اور لاکھوں جتن کرنے کے بعد اُس نے حاصل کیا تھا۔ عیش و عشرت میں پلی ہوئی بارہ برس کی رجّی، باغ حسن کی مسکراتی ہوئی کلی وہ نرگس کی طرح شرمیلی اور گلاب کے مانند رسیلی تھی۔ امرت رس سے بھرے ہوئے گلابی ہونٹ جنہیں چکھنے کے بعد بھونرا گلاب کا رس پینا چھوڑ دے۔ آنکھیں دو چھوٹی چھوٹی گلابی کٹوریاں جنہیں دیکھنے کے بعد مست شرابی ساغر و مینا کو توڑ دے۔ جوانی کی سرخی سے چمکتے ہوئے رخسار جن سے حسن کے شعلے نکل رہے تھے شمع کی لو پر مٹنے والا پروانہ جن کی جھلک دیکھکر شمع کو بھول جائے۔ جوانی کی بہار آنے پر جہاں ساری کائنات سے حسن کے اجزا امنڈ آئے تھے۔ جن کی ضیا باریاں ساری فضا کو منور کر رہی تھیں۔

رجّی کی جوانی چڑھتی جوانی تھی۔ سارے گاؤں میں اس کے حسن کا چرچا تھا۔ اس کی خوبصورتی میں ایک کشش تھی۔ مقناطیسی کشش وہ دن بھر سہیلیوں میں گھری رہتی۔ گڑیا کا بیاہ رچایا جاتا۔ برات آتی۔ وہ سبھی کی گڑیا کو بیاہ کر لے جاتی۔ سہیلیاں مذاق کرتیں کہ اس طرح تمہیں بھی کوئی ایک دن بیاہ کر لے جائیگا۔ پھر ہم یہ پیاری پیاری صورت کہاں پائینگی"؟ "اونہہ! اور تمہیں کوئی نہیں لے جائیگا؟" سہیلیاں کھل کھلا کر ہنس پڑتیں۔ رجّی شرما جاتی۔ میٹھے دن یونہی ہنسی کھیل میں گذر رہے تھے۔

رجّی کے گاؤں کے کنواں کی منڈیر پر بیٹھا ہوا سوہنا جبیس برس کا جوان جو اپنے گاؤں سے بھاگ آیا تھا۔ اس نے گاؤں کے مدرسہ میں چوتھی جماعت تک تعلیم پائی تھی۔ مگر جوان ہو کر کھیتی باڑی کے کام سے جی چراتا تھا جیٹھ آساڑ کی جلتی ہوئی گرمی میں کھیت کاٹنا اور پوہ ماگھ کی کڑکتی ہوئی سردی میں ہل جوتنا یہ اس کے بس کا کام نہ تھا۔ یوں مفت بٹھلا کر کون کھلاتا ہے۔ باپ بیٹے میں ہمیشہ جھگڑا رہتا۔ مگر آپ کہاں جائے۔ وہ انہی خیالات میں کھویا ہوا مستقبل پر غور کر رہا تھا کہ رجّی سہیلیوں کے ساتھ کوئیں سے پانی لینے آئی۔ آنکھوں میں ایک بجلی کوند گئی۔ جب کبھی مدرسہ میں پڑھتا تھا۔ تو اس نے ایک کہانی سنی تھی جو اُسے یاد آگئی۔ ایک دفعہ ایک راجہ کسی جنگل میں شکار کھیلتا کھیلتا جب تھک گیا تو وہ تھوڑی پرستانے کے لئے ایک پیڑ تلے بیٹھ گیا۔ ابھی بیٹھے ہوئے اُسے تھوڑی دیر گذری تھی کہ پریوں کا ایک غول چہل قدمی کرتا ہوا وہاں آنکلا ۔ ۔ ۔

لڑکیوں کے پانی کھینچنے اور کھل کھلا کر ہنسنے کی آواز سوہنا نے سُنی وہ دفعتاً چونک پڑا۔ آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو گاؤں کی چند خوبصورت لڑکیاں نیلے پیلے اور پھٹے پرانے لباس میں کنوئیں کی منڈیر پر نہ وہ پریاں تھیں اور نہ راجہ کہانی وہیں کی وہیں رہ گئی۔ اس نے ایک انگڑائی لی منڈیر کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"کیسا ہٹا کٹا جوان ہے۔ یوں خالی پڑا ہوا ہے"۔ ایک بولی

رجّی نے کہا: "شاید کوئی مسافر ہے۔ کپڑے بھی تو پھٹے ہوئے ہیں"

تیسری بولی: "آئی بیچاری ایسا رحم آتا ہے تو گھر لے جا دونا"۔

"میں بھوکا ہوں"۔ سوہنا بول اٹھا۔

رجّی نے ایک پانی کا چھینٹا سوہنا کے منہ پر دیا۔ سب پانی لیکر چل گئیں۔

خشک مرجھایا ہوا پودا جس طرح پانی پڑتے ہی شگفتگی پکڑ لیتا ہے پانی کے ایک چھینٹے نے سوہنا کے مرجھائے ہوئے چہرہ کو شگفتہ بنا دیا۔ اس کی مرجھائی ہوئی دل کی کلی کھل گئی۔ رجّی کے حسن کا تیر اس کے کلیجہ میں کھب کر رہ گیا۔ کتنی شوخ اور تُند ہے۔ شریر لڑکی اسکی زبان اس کے حسن کی تعریف میں دبی ہوئی تھی کہ رجّی روٹی لے کر آگئی "لو کھالو"۔ بھوکا تو تھا ہی۔ مگر پیٹ بھرنے کے بعد بھوک کی شدت جاتی رہی۔ محبت کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس نے گھر سے بھاگ آنے کی ساری کہانی رجّی سے کہہ دی۔

"تم اب نوکری کرو گے؟" رجی نے ایک معصومانہ انداز سے کہا۔

"ہاں اب میں گھر نہیں جاؤں گا۔"

"اچھا تو شام کو ہمارے گھر آ جانا۔ میں چاچا سے کہہ کر تمہیں نوکر کرا دوں گی"۔ اس نے ہاتھ کے اشارہ سے گھر بتایا اور چلی گئی۔

رجی محبت کو کیا جانے۔ ہاں اس کا گورا چہرہ سڈول گٹھیلا جسم اس کی آنکھوں میں سما گیا۔

"چاچا کسی بھلے گھر کا معلوم ہوتا ہے۔ دیکھو نا کیسا جوان ہے بیچارہ نوکری کے لئے گھوم رہا ہے پھر تم ہی نے تو کہا تھا کہ اب ڈھور زیادہ ہو گئے ہیں۔ انہیں چرانے کے لئے کوئی آدمی ہونا چاہئے۔ کھو لو چاچا چاچا یہ سدا کی گیرا ہی تو لے گا"۔

چلے مردوں کو آدمی کی ضرورت تھی۔ پھر رجی اس کی سفارش کر رہی تھی۔ بوڑھا تھا۔ گرتا پڑتا گھر میں آ گیا۔ سوہنا کو اس نے نوکر رکھ لیا۔ بعس کی کٹائی کے دن تھے۔ سوہنا تڑکے ہی ڈھوروں کو چرانے لے جاتا اور شام سے پہلے گھر لاکر کھونٹوں سے باندھ دیتا۔ وہ گھر سے بھی مصیبت کے مارے بھاگا تھا۔ مگر یہاں رجی نے اس کا دل موہ لیا۔ وہ رجی کے لئے سب مصائب برداشت کرنے پر آمادہ تھا۔ محبت انسان کو بدل دیتی ہے۔ یہ محبت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ شام کو جب وہ دن بھر کا تھکا ماندہ آتا تو رجی کی پیار کی باتیں اس کی تھکن دور کر دیتی۔

رجی بھی اب پہلی رجی نہ تھی۔ سوہنا کی دن بھر کی جدائی اُسے بے قرار کر دیتی۔ وہ اب سہیلیوں کے ساتھ اس لئے کھیلتی تھی کہ یہ بار دن کسی صورت سے گذر جائے وہ اس کا انتظار بڑی بے چینی سے کرتی۔ کبھی سورج کو دیکھ کر کہتی کہ یہ کیوں غروب نہیں ہوتا اور یہ ساون کے کالے کالے بادل اب کہاں چھپ گئے۔ وہ تیج ہو کر سورج کو کیوں نہیں ڈھک لیتے تاکہ اندھیرا دیکھ کر میرا شیام شام سے پہلے گھر چلا آئے۔ وہ دن بھر اس طرح نہ بیتنے والے دن کو بہلاتی تھی بڑھتی ہوئی بے چینی سے کبھی بے چین ہو کر وہ کھیتوں پر نکل جاتی۔ سوہنا سے ملنے کے لئے جو مویشیوں کے ساتھ رجی کی ۔ ت کے گیت گایا کرتا تھا جس سے ساری فضا جھوم اٹھتی اور مویشی بے زبان مویشی کان ہلا کر اُسے داد دیتے تھے۔ گاؤں کے چرواہے بھی کھچے چلے آتے تھے۔ سوہنا کا دن یوں ہی کٹ جاتا۔

رجی صبح ہی صبح سوہنا کو روٹی پکا کر دیتی۔ وہ کتنے شوق سے پکاتی تھی وہ ۔ نے میں کلیجہ مسوس کر ڈال دیتی۔ لکڑیوں کے دھوئیں سے گلابی آنکھوں سے پیارے پیارے آنسو نکل آتے۔ یہ محبت کے آنسو تھے۔ جو کلیجہ کو تڑپاتے اور جسم کو گرماتے ہوئے آنکھوں سے بہہ نکلتے تھے۔ سوہنا کو اس روٹی میں بے حد لذت محسوس ہوتی۔ اور رجی کے ہاتھ کی بلوئی ہوئی چھاچھ کا ایک کٹورا جلتی پر تیل کا کام کرتا۔ وہ ہی دل میں رجی کو داد دیتا۔ مگر زبان نہیں کھل سکتی تھی۔ محبت چھپائے سے نہیں چھپتی یہ وہ راز ہے کسی نہ کسی دن ضرور دنیا پر کھل جاتا ہے۔ آج جب سوہنا تڑکے ہی تڑکے روٹی کھانے آیا تو اس کی صورت کچھ اتری ہوئی تھی رجی روٹی پکا چکی تھی۔ اور سوہنا کھا رہا تھا۔ رجی نے لسی کا کٹورا آگے بڑھایا۔ سوہنا نے رجی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ سوہنا کا ہاتھ پکڑنا تھا کہ وہ خود پکڑا گیا۔ رجی کی ماں نے دیکھا کہ سوہنا رجی کا ہاتھ چوم رہا ہے۔ دیکھتے ہی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ایک گرجتی ہوئی آواز نے دونوں کے دلوں کو ہلا دیا۔

"شہدے اسی لئے یہاں رہتا ہے"۔ رجی نے ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ سوہنا جی ہی جی میں پیچ و تاب کھاتا ہوا، گھر سے نکل گیا۔

دوپہر کو رجی کی ماں اس کے باپ کا کھانا لے کر گئی۔ اس نے رجی کے باپ سے کہہ دیا کہ سوہنا آج رجی کا ہاتھ چوم رہا تھا۔ ۔ ۔ ۔ بوکھلا کر اٹھا۔ دو ایک کو ساتھ لیا۔ اور سوہنا جو کہ ڈھور چرا رہا تھا اُسے گھیر لیا۔ سوہنا انہیں دیکھ کر چکرا گیا۔ اس کے سر پر لاٹھی کا ایک ہاتھ پڑا۔ وہ تیورا کر گر پڑا۔

اب اس کی نوکری جاتی رہی تھی۔ وہ دن بھر آوارہ گھومتا کبھی چرواہوں کے ساتھ اور کبھی اکیلا۔ رجی کی محبت کی تانیں لگاتا جنگل کو نکل جاتا۔ اب گاؤں میں اسے کوئی نوکر نہیں رکھتا تھا۔ رجی کی محبت نے اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی تھیں۔ اور دل اس کی محبت نے جکڑ لیا تھا۔ وہ اب کہاں جائے؟

سوہنا کی جدائی رجی کے لئے کچھ کم نہ تھی۔ جدائی کے صدمے نے اس کے روپ کو کملا دیا۔ یاسمین کی کلی جس طرح دھوپ میں سوکھ جاتی ہے۔ رجی اب سوکھ کر کانٹا بن گئی تھی۔ اس کے گول گول سرخ رخسارے پھیکے پڑ گئے۔ گلابی آنکھوں میں فراق کے ڈورے جھلکنے لگے۔ اور نازک ہونٹوں پر پپڑیاں جم گئیں۔ وہ جوان تھی۔ مگر جدائی نے اس کی بڑھتی ہوئی کونپلوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

"جانے کیوں بیمار سی رہتی ہے۔ اس کا بیاہ کر دینا چاہئے" رجی کی ماں نے اس کے چاچا سے کہا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ میں تو بہت دنوں سے تم سے کہہ رہا تھا۔ مگر تم نے ڈھیل چھوڑ رکھی ہے"۔

گھر میں اب رجی کے بیاہ کی باتیں ہونے لگیں، برابر ہی کے گاؤں میں بات پکی ہو گئی۔ گاؤں کے چودھری کی بیٹی تھی۔ چودھری سارے گاؤں کی ناک تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں بیاہ کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ دن جاتے کیا دیر لگتی ہے۔ برات آنے میں دو ہی دن رہ گئے۔ چرواہوں نے رجی کے بیاہ کی خبر سوہنا سے بھی کہہ دی کہ "دوست اب تم یہاں سے بستر اگول کرو۔ دو روز

رجی دوسرے کی ہو جائیگی۔ اس نے جتنا جینے ساتھ ... کی عورت کی ذات ہی ایسی ہوتی ہے"۔ سوہنا ان کی باتیں سنکر حیران رہ جاتا۔ رجی بے وفائی کریگی؟ اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا رجی کا بیاہ تھا۔ رجی کے گرد سہیلیوں کا جمگھٹا رہتا۔ کوئی چہل کرتی تھی۔ کوئی بچپن کے دن یاد دلاتی تھی۔ مگر رجی کا دل پوچھنا چاہنے والی کی باتوں میں اب اسے مزہ نہیں آتا تھا۔ وہ سوہنا کی تھی۔ اس نے سوہنا کو بیاہ کا قول دیا تھا۔

سردی کے دن تھے۔ گھر میں بیاہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ گھر والے دن بھر کے کام کاج کے بعد تھکے ماندے رات کو گہری نیند سو رہے تھے۔ مگر محبت کے رنگ میں رنگی ہوئی رجی کروٹیں لے رہی تھی۔ کل وہ بیاہی جائیگی۔ سوہنا کیا کہے گا؟ وہ زندگی کے عالم میں اٹھی۔ اور دبے پاؤں گھر سے نکل گئی۔ سوہنا بیری کے پیڑ کے نیچے لیٹا ہوا۔ پھٹا لحاف اوڑھے جو کسی چرواہے نے اُسے دیا تھا۔ اونگھ رہا تھا۔ رات چاندنی تھی۔ کھیتوں پر رکھوالوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ اس کے پاس آکر رک گئی۔ سوہنا کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ جس پر چاندنی چھن چھن کر پڑ رہی تھی۔ اس نے سوہنا کی صورت دیکھی۔

رجی کی محبت میں کھویا ہوا سوہنا۔ انگڑائیاں لینے لگا۔ دفعتاً آنکھ کھولی تو رجی کھڑی تھی۔

"تم ہو رجی"۔

"ہاں میں ہوں سوہنا۔ کل میرا بیاہ ہے۔ چلو بھاگ چلیں"۔

وہ دبے پاؤں جا رہے تھے۔ دونوں اس سے بے خبر تھے۔ رکھوالوں نے انہیں جاتا ہوا دیکھا تو للکار کر کہا۔ اتنی رات گئے اس وقت کون جا رہا ہے؟ یہ کیا جواب دیتے۔ دونوں روک لئے گئے۔ سوہنا رجی کو بھگا کر لے جا رہا تھا۔ انھوں نے پکڑ لیا۔ رگوں

...وں کو جلا ڈالا۔ محبت کے ایسے ہیبت سوہنا کی ان لوگوں سے ایک نہ سنی گئی۔ درخت کے تنے کے ساتھ باندھ کر اسے بھی طرح پیٹا گیا۔

پھر وہ کھینچ کر گھر لے آئے۔ اسے کوٹھری میں بند کر دیا گیا۔ چودھری بھی سوہنا کے خون سے چپ رہا۔ اس نے بولنا کچھ سننا بھی مناسب نہ سمجھا۔

بیٹی نے سوہنا کو آنکھوں سے پٹتا دیکھا تھا۔ ان کے ... چیزیاں چل رہی تھیں۔ لاٹھیوں کی ضربیں اس کے بدن پر چوٹ لگا رہی تھیں۔ سوہنا کی دلدوز چیخیں وہ کانپ اٹھی۔ اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ اسے یہ سزا میرے لئے دی جا رہی تھی! وہ میرے لئے موت کی بھینٹ چڑھ رہا تھا بھوکی شیرنی کی طرح اس نے پوری طاقت سے بازو پر کاٹا گوری گوری بانہہ سے خون نکل آیا۔ اس نے جانا وہ مر چکی ہے مگر وہ ابھی زندہ تھی۔ زندگی اور موت میں کشمکش ہونے لگی۔ اس نے گردن کو اوڑھنی سے باندھ کر دونوں ہاتھوں سے کھینچا۔ آنکھیں باہر نکل آئیں۔ محبت کے خون میں ڈوبی ہوئی آنکھیں اس نے ہاتھوں کو ادھر کر لیا۔ نیم مردہ جسم ہچکیاں لے کر دھم سے زمین پر گر پڑا۔

دو ایک ہچکیوں کے بعد وہ سرد ہو چکی تھی۔

چودھری نے علی الصبح دروازہ کھولا۔ بیٹی موت سے ہمکنار ہو چکی تھی۔ رجی کی جوانی تھی؛ وفور شباب سے لاشہ پھٹا پڑتا تھا۔ دیکھنے والوں کے کلیجے بھی پھٹ رہے تھے۔ آنکھیں تھمی ہوئی تھیں۔ کبھی نہ بھولنے والی مسکراہٹ کی لہر چہرہ پر کھل رہی تھی۔ رجی کی موت سے سارے گاؤں میں کھلبلی مچ گئی۔ کھیتوں کے رکھوالے، ظالم رکھوالے سورج نکلتے ہی گاؤں میں دوڑے ہوئے آئے۔ گاؤں والوں کو سوہنا کی موت کی خبر دینے کے لئے جس کی انھوں نے ہڈیاں توڑ دی تھیں۔ جس کے بدن کی رگوں کے منہ انھوں نے کھول کر دنیا کو محبت کے خون سے رنگ دیا تھا۔ رات کی کڑکتی ہوئی سردی میں وہ تنہے کے ساتھ اکڑ کر رہ گیا۔ جب صبح انھوں نے دیکھا تو سوہنا خون کیا تھا ٹھٹھرا ہوا ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا جس میں خون کی ایک بوند بھی نہ تھی۔

دوپہر کو دونوں کی لاشیں گاؤں میں پڑی ہوئی تھیں قرب و جوار کے لوگوں کا ہجوم جوانی کی موت پر ماتم کر رہا تھا۔

نائب مدیر الامان کی رائے

جناب حکیم مولوی نظیر علی صاحب اپنے بزرگوں کے نسخے جو وہ از روئے غلط طریقہ سے صادقہ کرکے اپنی زندگی تباہ کر چکے ہیں اللہ لطف اٹھانے سے مجبور رہوں یہ دوائیں ہمیشہ دریافت جاہت جانفشانی سے تیار کی ہیں ہم نے حکیم صاحب کی ان دواؤں سے خود تجربہ کر ان سے ہم نے فائدہ حاصل کر لیا ہے لہٰذا ضرورتمندوں سے ان کے استعمال کی پرزور سفارش کی جاتی ہے۔

دستخط عبد المجید صاحب شملوی

چار نکاح !

دنیا کی حالت دیکھتے ہوئے میری گزارش مبالغہ آمیز معلوم ہوگی۔ لیکن میں صرف ایک بات کہہ کر آپ کی تمام بدگمانیوں کو دور کر دینا چاہتا ہوں یعنی لعنت اللہ علی الکاذبین (جھوٹوں پر خدا کی لعنت) امید ہے کہ آپ مجھ قرآنی کو دوران بیان میں لانے کے بعد آپ میرے بیان کو قصہ اور عام اشتہاروں کی طرح خیال نہ فرمائیں گے اور میں اپنی حیرت انگیز ایجاد لطف شباب

لطف شباب کیا ہے سفوف و طلا

اس صورت سے کہ وہ خراب دور ہوکر بہاری دکھائی پیدا ہو جاتی ہے جلد اصلی قوت عود کر آتی ہے تمام رگ و پٹھوں کو اس قدر طاقت بخشتا ہے جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

جناب حکیم محمد یوسف حسن صاحب

ایڈیٹر نیرنگ خیال دفتر رسالہ تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم مولوی نظیر علی صاحب کی ادویات واقعی صحیح ثابت ہو رہی ہیں اور بڑی محنت و جانفشانی سے نسخہ تیار کرتے ہیں اور ان کی لا تعداد کامیابی کا کہا ہے۔ ایڈیٹر

اخبار العزم کرنال کی رائے

حکیم نظیر علی صاحب کی ادویہ ہمارے پاس بیٹھیں تجربہ استعمال کے بعد معلوم ہوا کہ درحقیقت نایاب ہیں ہم ہی ضرورتمند اصحاب فائدہ اٹھائیں۔ ایڈیٹر

سفوف و طلا سے بدن میں غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے۔ خون صالح پیدا ہوکر رنگ نکھر آتا ہے۔ غلط کاریوں اور شرمناک حرکات سے جو عوارض پیدا ہو گئے ہیں اس کے استعمال سے دفع ہو جاتے ہیں۔ دل میں نئی امنگ۔ دماغ میں نئی جولانی۔ اعضا میں نئی روح پیدا ہو جاتی ہے اور مادہ تولید کی ایسی کثرت ہوتی ہے کہ تحمل دشوار ہو جاتا ہے۔ قیمت مکمل بکس چار روپے (للعہ) محصول ڈاک آٹھ آنے (فوٹ) طلا بالکل بے ضرر ہے صرف چند مالش کرا کافی ہے۔ ہاں ڈاکٹر احتیاطاً لگانے کی ضرورت نہیں یہ ادویہ ہر موسم میں استعمال ہو سکتی ہے۔ اگر فائدہ نہ ہو تو دام واپس (اس اشتہار کا کل مضمون رجسٹرڈ ہے)

مولوی نظیر علی لکھنوی موری گیٹ۔ گنڈا پوسٹ بکس ۱۴۹ دہلی

دلی آنے والوں کیلئے

دلی میں بہترین ٹھکانہ

دلی پنجاب ہوٹل

دلی پنجاب ہوٹل۔ دلی کا سب سے شاندار اور صاف ستھرا ہوٹل ہے۔
دلی پنجاب ہوٹل۔ باورچی خانہ اور بیت الخلاء کی ترتیب و خوبی ہے۔
دلی پنجاب ہوٹل ریلوے اسٹیشن کے قریب۔ چاندنی چوک۔ کچہری اور دلی کے تمام مقامات قریب
دلی پنجاب ہوٹل کے کمرے ہوادار روشن اور صاف ستھرے ہیں
دلی پنجاب ہوٹل میں ہر مذہب و ملت کیلئے نہایت عزت کا برتاؤ ہوتا ہے
دلی پنجاب ہوٹل ہی وہ ہوٹل ہے جس میں ہندوستان کی مشہور ہستیاں قیام کرتی ہیں
دلی پنجاب ہوٹل کے مقابلہ کا دلی میں کوئی دیسی ہوٹل نہیں ہے
دلی پنجاب ہوٹل کے طعام و قیام کے نرخ بھی نہایت مناسب ہیں
دلی پنجاب ہوٹل میں پردہ دار خواتین کیلئے خاص انتظام کیا گیا ہے۔

اگر آپ ہوٹل میں گھر کا سا آرام چاہتے ہیں

تو ہمیشہ اس کا خیال رکھئے کہ دلی میں صرف دلی پنجاب ہوٹل میں قیام کیجئے جہاں آپ کو گھر کا سا آرام ملے گا۔ گھر کا سا آرام ہمارے نام کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔

منیجر دلی پنجاب ہوٹل اسٹیشن روڈ فتحپوری دہلی

میجسٹک سینما نزد فوارہ دہلی

منروا موویٹون کا تازہ شاہکار

جیلر

روزانہ تین شو

اندھی آزادی کی بدولت

عورتیں مردوں کے قابو کی نہیں رہیں!

مردہ تہذیب کی بدولت ہے کہ عورتیں کچھ نہ ہونے پر بھی اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہیں۔ ایسی خود سر اور جہالت میں ڈوبی ہوئی عورتوں کو تباہی سے بچانے کیلئے ہم نے حسب ذیل پانچ کتابیں شائع کی ہیں۔ جو عورتوں کی زندگی کو بدل دیتی ہیں ان کتابوں کے مطالعہ کے بعد عورتوں اور لڑکیوں میں خود بخود سلیقہ مندی وسیع نظری خوش مزاجی، خانہ داری، شوہر شناسی، کفایت شعاری اور دور اندیشی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کتابیں ناول کے پیرایہ میں لکھی گئی ہیں۔ ان پانچ کتابوں کے مطالعہ سے انشاء اللہ عورتوں کو وہ فائدہ پہنچیگا جو پچاس کتابوں سے بھی ناممکن ہے یہ پانچ کتابیں یہ ہیں۔ ہر ایک کتاب کی قیمت علیحدہ علیحدہ آٹھ آٹھ آنے ہے لیکن جو حضرات ان پانچوں کتابوں کو یکجا خریدیں گے ان سے ڈھائی روپے کے بجائے دو روپے لئے جائینگے۔

(۱) عورتوں کو خانہ داری سکھانے کیلئے

گھر کی ملکہ بہترین کتاب ہے۔ کتاب نسوانیت کے اعتبار سے بے حد مفید ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر عورت خانہ داری سے کما حقہ واقف ہو سکتی ہے۔ گھر کی تمام خوشیاں عورتوں اور مردوں کو میسر آ سکتی ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتیں خانہ داری کے معاملات میں بھی ماہر ہو جاتی ہیں۔ قیمت ۸ر

(۲) عورتوں کو مردوں کی نظر میں محبوب بنانے کیلئے

عورت کی تربیت عورتوں کو مطالعہ کے لئے دیجئے انشاء اللہ عورتیں مردوں کی نظر میں محبوب ہو جائینگی۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں اور مردوں میں تفرقہ اور محبت نہیں کیونکہ عورتوں کی تربیت خراب ہے اور عورتیں بہت کی خرابیوں کی وجہ سے ... اس کتاب کے مطالعہ کے بعد عورتوں کی تربیت کی جا سکتی ہے ... عورتوں کو خوش مزاج اور شوہر پرست بنا دیتی ہے۔ قیمت ۸ر

(۳) میاں بیوی میں محبت پیدا کرنے کیلئے

لائق بیوی بہترین کتاب ہے۔ یہ کتاب میاں بیوی کی محبت کا گویا نسخہ ہے ... اس کتاب میں عورتوں کو خانگی معاملات میں شوہروں کی مزاج داری کے طریقے بتائے گئے ہیں ... اس کتاب کے مطالعہ سے شوہروں کیلئے آرام و راحت کا سامان مہیا ہو جاتا ہے ... جس گھر میں یہ کتاب ہوگی انشاء اللہ میاں بیوی میں کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہیں ہوگی۔ قیمت ۸ر

(۴) وہ لڑکیاں [redacted]

بیٹا بیٹی ان لڑکیوں کے مطالعہ کیلئے جو عورتیں بننے کے راستہ پر ہیں ... اس کتاب کا مطالعہ ضرور کریں ... اس میں بتایا گیا ہے کہ اولاد کی کس طرح پرورش اور تربیت کرنی چاہئے ... قیمت ۸ر

(۵) عورتوں کے ہاتھ میں لذت نہیں

عام طور پر یہ شکایت سننے میں آتی ہے کہ عورتیں کھانا پکانے کے فن سے ناواقف ہوتی جاتی ہیں اور ان کے ہاتھ میں لذت نہیں ہے درحقیقت کھانا پکانا عورت کا بہترین جوہر ہے ... اگر عورتیں ہر قسم کے لذیذ کھانے تیار کرنے کے طریقے جاننا چاہتی ہیں تو وہ

دسترخوان کی لذتیں کا مطالعہ کریں ... اس کتاب میں ہر قسم کے لذیذ کھانوں کے طریقے ... قیمت ۸ر

پتہ:- دین دنیا پبلشنگ کمپنی دہلی

ادبی دوپچیاں

ادب قدرت کی وہ دلکش تصویر ہے جس میں قدرت کی تمام رنگینیاں جذب ہو گئی ہیں

میری روح تڑپ جاتی ہے

(ایک ادبی شاہکار کا ترجمہ)

جب میں کسی معصوم کی آنکھوں میں آنسو دیکھتا ہوں۔
جب کسی معصوم کو پریشان صورت میں سیر کیا ملایا جاتا ہے
جب کوئی معصوم دکھے ہوئے دل کے ساتھ فریاد کرتا ہے۔
جب کسی معصوم کو فاقہ کشی میں مبتلا دیکھتا ہوں
تو میری روح تڑپ جاتی ہے
اور میرا دل بے چین ہو جاتا ہے

جب کسی حسینہ کی پیشانی محنت و مشقت کے پسینے سے تر ہوتی ہے
جب کسی حسینہ کو میں بوسیدہ لباس میں دیکھتا ہوں۔
جب کوئی حسینہ گداگر کی صورت میں ہاتھ پھیلاتی ہے
جب کسی حسینہ کے دامن عصمت کو افلاس داغدار بنا دیتا ہے
تو میری روح تڑپ جاتی ہے
اور میرا دل بے چین ہو جاتا ہے

جب کوئی بوڑھا بے کسی کی حالت میں دم توڑتا ہوتا
جب بڑھاپے میں کوئی سہارا نظر نہیں آتا
جب ایک بوڑھے کو چاروں طرف سے مایوسیاں گھیرے ہوتی ہیں
جب کوئی بوڑھا اپنی بے بسی پر آہ کرتا ہے۔
تو میری روح تڑپ جاتی ہے
اور میرا دل بے چین ہو جاتا ہے

میرے دل سے آواز آتی ہے کہ انہیں بچاؤ
یہ سب سرمایہ داری کے زخم خوردہ ہیں
اس سرمایہ داری کے زخم زردہ ہیں
جس نے قوموں اور ملکوں کو تباہ کر دیا
مگر میں کچھ نہیں کر سکتا
میری روح تڑپ کر رہ جاتی ہے۔

سرمایہ داری دنیا پر شیطان کی طرح مسلط ہے
سرمایہ داری نے ملکوں اور قوموں کو تباہ اور برباد کر دیا
دنیا کا بدترین گناہ سرمایہ داری ہے
اور دنیا کی بہترین عبادت سرمایہ داری کو توڑنا ہے
مگر افسوس میں کچھ نہیں کر سکتا
میری روح تڑپ کر رہ جاتی ہے

ایک زمانہ آئیگا جب معصوموں کے چہروں پر مسرت ہوگی
ایک زمانہ آئیگا جب حسن کا دامن داغدار نہ ہوگا
ایک زمانہ آئیگا جب بوڑھے جوان نظر آئینگے
ایک زمانہ آئیگا جب ہر طرف مسرت ہی مسرت ہوگی۔

مگر افسوس میں نہیں ہونگا۔
مگر میری روح مسرور ہوگی

شاعر کے جذبات

| شعر کے پردہ میں پوشیدہ ہے ساری کائنات | شعر سے بڑھ کر نہیں دنیا میں تفسیر حیات |

ابلیس کا فرمان

(از جناب شہاب ملیح آبادی)

اے میرے تدبر کی وفادار کنیزو
اٹھو تو ذرا وقت کی زنجیر ہلا دو

بیدار ہوا بیدار ہے پھر روح خدائی
اک دم سے خیالات کو وہموں میں سلا دو

قندیل تفکر نہ ہو اس بزم میں روشن
روشن بھی کبھی ہو تو اسے جلد بجھا دو

جس دل میں امنگیں ہوں امنگوں میں ارادے
اس دل کو "روایات" کی زنجیر پنھا دو

عالم کو کرو فتح بہ انداز دگر تم
تلوار کو اب جبین کے آیات رٹا دو

یہ دور سکھاتا ہے تدبر کے سلیقے
اس دور میں تقلید کا اعزاز بڑھا دو

ساحل پہ نہ آجائے کہیں کشتی آدم
کشتی نہ اگر غرق ہو، دھارے کو بڑھا دو

کاکل میں تو "مذہب" کی گرفتار ہے عالم
تہذیب کی زلفوں میں ذرا اور پھنسا دو

سینے میں کہیں قوم کے انگار نہ بھڑکیں
شمشیر کو اب صبح کے آئینہ منگا دو

تہذیب کے سکھلا کے ہر اک فرد کو غمزے
بہتر ہے کہ ہر مرد کو معشوق بنا دو

خلاق شریعت کا سناتے ہوئے فرمان
قدموں پہ تمدن کے ہر اک سر کو جھکا دو

ہر منبر و محراب کو پھولوں سے سجا کر
بے جبہ و دستار کے ملا کو بٹھا دو

خطبوں میں ہر اک قوم کو دو صلح کے پیغام
ملجائے جو موقع تو وہیں آگ لگا دو

جھنجھلا نہ کہیں جائے اسے دیکھ کے مارو
بھوکا ہے یہ دہقان مشیت سے ڈرا دو

محبوب کبھی بنکے اسے ناز سے چھیڑو
چنگیز و ہلاکو کی کبھی آنکھ دکھا دو

قبضہ میں مرے روح حیات ابدی ہو
قرآن کی آواز الیکشن میں سنا دو

کچھ ایسے بھی باغی ہیں جو میرے نہیں ہوتے
آجائیں کہیں ہاتھ تو توپوں سے اڑا دو

عورتوں

عورت وہ مبارک ہستی ہے جس کی گود میں قومیں پلتی بڑھتی اور ترقی کرتی ہیں

خوبصورت لڑکیوں کے شکاری

(انگریزی زبان سے ماخوذ)

"لیڈیز ہوم میگزین" میں ایک مغربی انشا پرداز خاتون نے ان نوجوانوں اور مردوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے سیکڑوں لڑکیوں کی زندگی برباد کردی ہے خاتون مذکور کا خیال ہے کہ مغرب کی اندھی آزادی عورت کے لئے زبردست خطرہ ہے۔ ایسی حالت میں جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان بھی مغربی تہذیب کے سیلاب میں بہتا چلا جا رہا ہے ہمارا خیال ہے کہ یہ مضمون ہندوستان کی مغرب زدہ عورتوں اور لڑکیوں کی آنکھیں کھول دیگا۔ ہم اس مضمون کے بعض اقتباسات ناظرین اور ناظرات دین دنیا کے لئے درج ذیل کرتے ہیں۔

اعداد و شمار کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مغرب میں ہر سال جتنی عورتیں اور لڑکیاں وبائی امراض کا شکار ہو کر مرتی ہیں ان سے دس گنی زیادہ لڑکیاں مردوں کے ہاتھوں اپنی زندگیاں تباہ کرالیتی ہیں اور یہ تباہی موت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔

میں نے بڑے سے بڑے گھرانوں کی لڑکیوں کو تباہ اور برباد ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ ان میں سے بعض کی زندگیاں تو اس درجہ عبرت ناک ہیں کہ جب ان کے حالات ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہم کانپ جاتے ہیں۔

نیویارک کے ایک مل اونر کی لڑکی کے متعلق پچھلے دنوں اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ یہ لڑکی یکایک غائب ہوگئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس مل اونر کے ایک کلرک کے دام محبت میں یہ گرفتار ہوچکی تھی۔ موقع ملنے پر یہ اس کے ساتھ فرار ہوگئی۔ ایک سال تک اس لڑکی کا کچھ پتہ نہ چلا۔ ایک سال کے بعد بوسٹن میں اس کی لاش پائی گئی۔ پولیس نے تحقیقات کی اس کا عاشق گرفتار ہوگیا۔ اور اس قتل کا اقرار کرلیا۔

ایک دو نہیں اس قسم کے ہزاروں واقعات یورپ وامریکہ میں ہوتے رہتے ہیں۔ ہم کو غور کرنا ہے کہ آخر کونسی عورتوں کی کمزوری ہے جس کی بنا پر وہ روزانہ چالاک مردوں کا شکار رہتی ہیں۔ اس کمزوری پر غور کرنے کے بعد درد مند انسان کا فرض ہے کہ وہ درندہ صفت مردوں سے بے گناہ لڑکیوں کو بچائے۔

میں اس مسئلہ پر جہاں تک غور کرسکی ہوں وہ یہ ہے کہ مغرب کی عورت اپنی حدود سے آگے بڑھ گئی ہے۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ اس خطرناک نقطہ پر پہنچ گئی ہے۔ جہاں پہنچنے کے بعد عورت کی نہ عزت محفوظ رہ سکتی ہے نہ جان۔

بعض حلقوں میں یا مستبعد سمجھی [illegible] دقیانوسی عورت کہا جائیگا لیکن میں اس طعنہ کی پروا کئے بغیر صاف الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ عورت جب مردوں کے ساتھ گھل مل جائیگی تو اس کا یہی انجام ہوگا۔ میرے نزدیک عورت اور مرد کا دائرہ عمل علیحدہ ہونا چاہئے۔ عورت کو محض عورت بن کر رہنا چاہئے اخلاقی شاہراہوں پر چلنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے جو مردوں کے لئے مخصوص ہیں۔

مغربی عورتیں کیونکہ عملی زندگی میں مردوں کے دوش بدوش چلنے کی کوشش کرتی ہیں۔ اس لئے مردوں کو عورتوں کے بہکانے اور فریب دینے میں کوئی دقت واقع نہیں ہوتی ایک لڑکی جو اپنے مکان کی چہار دیواری میں محفوظ ہے اس سے کہیں زیادہ خطرہ سے بچی ہوئی ہے جو کسی دوکان یا کارخانہ میں کام کررہی ہو۔

لڑکیوں کی آبرو ریزی اور قتل و خون کے جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں وہ اس چیز کے شاہد ہیں کہ عورتوں اور لڑکیوں نے غلط مرد کے انتخاب کی وجہ سے اپنی زندگی برباد کی ہے۔

آوارگی اور بدمعاشی کے واقعات سے قطع نظر کرنے کے بعد جب ہم مغربی ممالک کی شادیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ بھی مشکوک اور ناقابل اطمینان نظر آتی ہیں۔ مغرب میں یہ عام دستور ہے کہ ایک نوعمر لڑکی کسی نوجوان کو اپنا شوہر بننے کے لئے منتخب کرلیتی ہے۔ اور شادی ہوجاتی ہے۔

نوعمر لڑکی کا انتخاب ہی کیا۔ اسے تو ابھی اپنے برے اور بھلے کی تمیز بھی نہیں پیدا ہوئی ہے۔ وہ جذبات کی رو میں اندھی ہوکر کسی غیر موزوں نوجوان کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے چند ماہ تو یہ قانونی عیاشی اچھی طرح نبھ جاتی ہے لیکن اس کے بعد نتیجہ طلاق یا قتل ہوتا ہے۔ میرے علم میں ایسی بھی شادیاں ہیں جو لڑکیوں اور لڑکوں نے خود نہیں کی ہیں بلکہ ان کے والدین نے سوچ سمجھ کر کی ہیں ایسی شادیاں عموماً کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہیں کیونکہ اس قسم کی شادیوں میں جذبات سے نہیں زیادہ عقل کو دخل ہوتا ہے۔

میں ذاتی مشاہدہ کی بنا پر یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر لڑکیوں کو عیار مردوں کے فریب سے بچانا ہے اور ان کو سیاہکاری کی زندگی سے علحدہ رکھنا ہے تو ہم کو ایک ایسا دائرہ عمل بنانا پڑے گا جس پر مرد اور عورت علیحدہ علیحدہ اپنے راستوں پر چلیں۔ لیکن اگر راستہ مشترک رہا تو یہ تباہیاں اور بربادیاں بڑھتی ہی جائینگی۔

فاسفوریم کے استعمال سے دس منٹ بعد فائدہ محسوس ہونے لگتا ہے

یورپ کے ڈاکٹروں کی حیرت انگیز جدید دریافت

اب آپکو دوا کھانے کی ضرورت نہیں!

بغیر دوا کھائے صرف بیرونی استعمال سے

نئی جوانی آجاتی ہے ہر قسم کا درد اور تقریباً تمام جسمانی تکلیفیں ہمیشہ کیلئے جاتی رہتی ہیں

یورپ کے محققین کی جدید دریافت یہ ہے کہ انسان کی جوانی اور صحت کا دارو مدار "فاسفورس" (ہڈیوں کے جوہر) پر ہے جب یہ جوہر بے عنوانی سے یا عمر کی زیادتی سے گھٹ جاتا ہے۔ تو درد سر دماغی کمزوری، گردن اور سینے کی بیماریاں، معدہ اور جگر کی خرابیاں، گردے اور مثانہ کی شکایتیں، باہ کی کمزوری، اعصاب کا درد، گٹھیا، لقوہ فالج وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ یورپین محققین کی رائے ہے کہ اگر یہ جوہر کسی طرح دوبارہ جسم میں داخل کر دیا جائے تو یہ بیماریاں کسی دوا کے کھانے کے بغیر خود بخود دور ہو جائیں گی۔ چنانچہ یورپین محققین کی اس جدید دریافت کے اصول پر

فاسفوریم

کے نام سے ایک روغن تیار کیا گیا ہے اس روغن کا خاص جزو فاسفورس (ہڈیوں کا جوہر) ہے یہ اس قدر لطیف ہے کہ جسم کے جس حصہ پر بھی لگایا جائے حیرت انگیز طور پر جسم کے اندر دوڑ جاتا ہے اور پیوست ہو جاتا ہے اور جسم کے گھٹے ہوئے فاسفورس کی کمی کو پورا کر کے نہ صرف جسم کی تمام شکایتیں دور کر دیتا ہے بلکہ جسم میں جوانی کی نئی لہر اور زندگی پیدا کرتا ہے۔ اس روغن کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ مالش کی ضرورت نہیں۔ خود بخود جسم کو لگاتے ہی مسامات کے ذریعہ جسم میں داخل ہو جاتا ہے۔ فاسفوریم کے سیکڑوں فوائد ہیں جن میں سے چند ہم درج ذیل کرتے ہیں اور ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ

فاسفوریم سے پہلے ہی روز فائدہ محسوس ہوتا ہے

دماغی کمزوری اور درد سر — اگر دماغی کمزوری ہو یا سر میں درد رہتا ہو یا آدھے سر کے درد کی شکایت ہو یا کنپٹیوں میں ہو تو فاسفوریم لگا لیجئے۔ شکایت رفع ہو جائیگی۔

گردن کے پٹھوں کا درد — اگر گردن کے پٹھے اکڑ گئے ہوں گدی میں درد رہتا ہو خواہ نزلہ کی وجہ سے ہو یا کسی اور وجہ سے ایک دو مرتبہ کے لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

سینہ اور کمر کی تکلیف — اگر سینہ میں کمر میں یا پسلی میں درد رہتا ہو تو سینہ پر، کمر پر، اور پسلیوں پر مالش کیجیے فوراً شکایت دور ہو جائیگی

معدہ اور جگر کا درد — اگر معدہ یا جگر میں درد ہو یا سختی ہو یا اور کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کیلئے بھی اس تیل کی مالش مفید ہے۔

نمونیہ کا درد — انفلوئنزا یا نمونیہ کی وجہ سے اگر سینہ اور کمر میں درد ہو تو اس کے لئے یہ تیل بیحد مفید ہے۔

گردہ اور مثانہ کا درد — اگر گردے کمزور ہو گئے ہوں، گردوں میں درد رہتا ہو، یا مثانہ میں کسی قسم کی تکلیف ہو تو اچھی طرح فاسفوریم کی مالش کیجئے کبھی یہ شکایت نہیں ہوگی۔

باہ کی کمزوری کیلئے — اگر باہ کی کمزوری ہو اور اس کا سبب کثرت جماع یا حرکات غیر فطری ہوں یا عمر کی زیادتی ہو تو تیل مل لیجئے دنیا کے ہر طلے سے اور ہر مقوی دوا سے زیادہ اکسیر ثابت ہوگا۔ دو روز کی مالش سے نمایاں فرق محسوس ہونے لگے گا۔

جوڑوں کا درد — جوڑوں کا درد خواہ گٹھیا کی وجہ سے ہو فاسفوریم کی مالش سے بالکل جاتا رہتا ہے۔ اگر ورم ہو گا تو بھی جاتا رہیگا۔

ہاتھ پیروں کا درد — اگر ہاتھ پیروں میں درد رہتا ہو، خواہ وہ کسی بے عنوانی کی وجہ سے ہو یا کمزوری کی وجہ سے فاسفوریم کی مالش سے قطعی جاتا رہے گا۔

لقوہ اور فالج کیلئے — فاسفوریم کی مالش لقوہ اور فالج کیلئے بھی مفید ہے لیکن اس بیماری میں جلد آرام نہیں ہوتا۔ تقریباً دو ماہ کی مالش سے فائدہ ہوتا ہے

بوڑھوں اور کمزوروں کیلئے — اگر عمر کی زیادتی کی وجہ سے یا طویل بیماری کے سبب سے جسم کمزور ہو گیا ہو تو ایک ہفتہ کی مالش سے کمزوری دور ہو جاتی ہے۔

زچگی کی کمزوری کے لئے — زچگی کے بعد عورتیں عموماً بہت کمزور ہو جاتی ہیں اگر ان کے جسم پر فاسفوریم کی مالش کی جائے تو ان میں از سر نو قوت آجاتی ہے۔

عورتوں کی اندرونی خرابی — عورتوں کی اندرونی خرابیوں کی وجہ سے تلوں پر ورم ہو جاتا ہے پیٹ کی رگیں تن جاتی ہیں اور کمزور ہو جاتی ہیں ان کیلئے یہ مالش ان کیلئے بھی اکسیر ہے

بچوں کے سوکھے کے لئے — وہ بچے جن کی ٹانگیں کمزور ہوں یا وہ بچے جن کو سوکھے کا مرض ہو انکے جسم پر اگر فاسفوریم ملا جائے تو وہ تندرست ہو جاتے ہیں

جن کو نیند نہ آتی ہو — ان کے لئے بھی یہ تیل بے حد مفید ہے۔ دو تین روز کی مالش سے اچھی طرح نیند آنے لگتی ہے۔

جسم کو قوی کرتا ہے — اگر فاسفوریم کی ہر ہفتہ جسم پر یا صرف ریڑھ کی ہڈی پر مالش کرائی جائے تو جسم نہایت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ اور نئی زندگی اور نئی جوانی محسوس کرنے لگتا ہے۔

ریاحی درد کے لئے — ریاحی اور ہر قسم کے دردوں کیلئے بھی فاسفوریم اکسیر ہے۔ اس کے استعمال سے پندرہ منٹ بعد سکون محسوس ہونے لگتا ہے۔

الغرض فاسفوریم بیسویں صدی کی سب سے زیادہ حیرت انگیز ایجاد ہے "فاسفورس" جس سے کہ فاسفوریم تیار ہوتا ہے۔ اس کے مفید ہونے کی تقریباً سیکڑوں ڈاکٹروں نے تصدیق کی ہے "فاسفوریم" ایک ایسا علاج ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا۔ ہر شخص کو فائدہ ہوتا ہے

قیمت۔ فی شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (ع۱۸) علاوہ محصول۔

ملنے کا پتہ:۔ فاسفوریم ڈپو ہاشمی میڈیکل اسٹور۔ جامع مسجد دہلی

فلمی دنیا

ہندوستان کی وہ شرمناک بولتی تصاویر اور ان کا پست لٹریچر ہماری بے حسی اور بدمذاقی پر ماتم کر رہا ہے

فلموں کے زہر سے ملک کو کیونکر بچایا جائے

فلمی دنیا میں انقلاب کی ضرورت

(از قلم جناب محمد شفیع علوی صاحب بی اے۔ ایل ایل بی، جائنٹ سکریٹری، ماڈرن انڈیا ٹاکیز لمیٹڈ دہلی)

بعض ذمہ دار حضرات کا خیال ہے کہ سینما تہذیب حاضرہ کی سب سے بڑی لعنت ہے۔ جہاں تک ہندوستانی سینما گھروں اور فلموں کا تعلق ہے مجھے ایک بڑی حد تک اُن سے اتفاق ہے آج سے چند سال قبل تک میں خود سینما کو سوسائٹی کے لئے زہر قاتل سمجھتا رہا ہوں اور سینما کے لئے پبلک کے بڑھتے ہوئے شوق کو اخلاق کی تباہی سے تعبیر کرتا رہا ہوں۔ اب بھی سینما گھروں کی بھیڑ کو دیکھ کر مجھے اکثر حضرت علامہ مرحوم کا یہ شعر یاد آجاتا ہے ؎

آ تجھ کو بتاؤں میں، تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی تہذیب کی رو، خواہ وہ تہذیب اچھی ہو یا بُری، مثل ایک بے پناہ سیلاب کے ہے کہ اس کا روکنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ چنانچہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ تہذیب نو کی تیز و تند رو میں ہر کس و ناکس بہا چلا جا رہا ہے۔ خود ناصحِ مشفق کا یہ حال ہے کہ انتہائی خلوص اور گرمجوشی کے ساتھ دوسروں کو تو منع کر رہا ہے مگر خود بہے کہ اسی رو میں بہہ رہا ہے۔ اُس کی اس بے نتیجہ سعی کا نتیجہ صرف یہ نکلتا ہے کہ مخاطب یہ کہہ کر ؎

"کیں گنہیست کہ در شہر شما نیز کنند"

اس کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے اور اس کی کسی بات کو درخورِ اعتنا نہ سمجھتا ہوا تیز رفتاری سے قدم بڑھا کر "مرگِ انبوہ جشنے دارد" کے مقولہ کے ہمخیال گروہ میں جا کر گم ہو جاتا ہے۔ اب آپ خود ہی فرمایئے کہ ان ناموافق حالات کے ماتحت اس سیلاب عظیم کو روکنے کی کوشش کرنا سعی لاحاصل نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر اس سیلاب کی تند و تیز رو کے سامنے کوئی عارضی پشتہ یا بند باندھ بھی دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جب کچھ وقفہ کے بعد سیلاب کا دباؤ اور اس کی تیز رو اس بند کو توڑ کر ابھار آہستہ نکلے گی تو پھر زد میں آنے والوں کو ساتھ بہا کر لیجانے کی بجائے ڈبو کر ہی رہیگی۔

جب سیلاب عالمگیر ہو اور اس کے اثرات ہمہ گیر ہوں تو یہ کہنا "ذرا بچکے رہنا"، "ہٹ کر چلنا"، کس قدر مضحکہ خیز اور بے معنی ہے، بیچارے کس طرف ہٹے، بچ کر جائے تو کہاں جائے۔ بچے تو کون سے تہ خانہ میں چھپے۔ ہاں، جب دنیا کو کوشش ہو رہی ہو کہ زہرا، مشتری یا دوسرے سیارگان کے ساتھ رسل و رسائل کے ذرائع اور آمد و رفت کی سہولتیں فراہم ہو جائینگی اس وقت شاید یہ ممکن ہو جاوے کہ ایک نئی اور معصوم دنیا میں جا کر رہنے لگیں یا کسی دوسری دنیا کے غیر آباد خطہ کو جا کر آباد کر لیں اور جناب غالب مرحوم کے اس خواب کی بھی اور عملی تعبیریں جائیں ؎

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم زباں کوئی نہ ہو اور رازداں کوئی نہ ہو

اس دنیا میں رہتے ہوئے تو اسی دنیا کے حالات سے دوچار ہونا پڑیگا، سیلاب کی آمد کے وقت خوف و ہراس کی حالت میں آنیوالی تباہی کے خیال سے ماتم کرنے والا یا بھاگ کر جان بچانے کی فکر کرنے والا اور اس کے بیوقوف ساتھی بہت جلد سیلاب کی زد میں آ کر اپنے آپ کو نذر اجل کر دیتے ہیں، مگر وہ جو ہوش و حواس کو قائم رکھتے ہوئے مردانہ وار مقابلہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور اپنے ماحول کے مطابق بچاؤ کے مناسب سامان یا کشتی تیار کر لیتے ہیں وہ خود بھی بچ جاتے ہیں اور اپنے ساتھ بہت سے دوسروں کو بھی بچا لیتے ہیں۔ بعینہٖ یہی مثال تہذیب حاضرہ پر صادق آتی ہے، بھاگ کر جان بچانے کا مشورہ دینے والے اپنی ناکامی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اب تو صرف یہی ایک صورت باقی ہے کہ "زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ساز" کی بجائے "زمانہ با تو نہ سازد تو با زمانہ ستیز" پر عمل کیا جائے۔ سینما سے عامۃ الناس کو روکنے کی بجائے خود فلمی دنیا کی اصلاحات کے لئے مجاہدانہ کوشش کی جائے اور ایک ایسا انقلاب پیدا کر دیا جائے کہ اس کے بعد خرافات اور لغویات کو اس میں دخل کی گنجائش ہی باقی نہ رہے تاکہ صنعت فلم سازی ہماری سوسائٹی کے لئے بجائے لعنت بننے کے مختلف قسم کے فوائد کا مخزن ثابت ہو سکے۔

ہندوستان ایک غلام ملک ہے، غلام ملک کے باشندوں کی ذہنیت بھی غلامانہ ہو جاتی ہے۔ جب مغربی تہذیب نے اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دنیا کے ہر خطہ اور ہر گوشہ پر اپنا برا یا بھلا اثر ڈالا تو ہندوستان بیچارہ کیسے بچ سکتا تھا۔ اس کے عکس نے ہندوستانیوں کی آنکھوں کو بھی خیرہ کر دیا۔ تار برقی، ٹیلیفون، لاسلکی پیغام رسانی اور ریڈیو وغیرہ کے ساتھ ساتھ سینما اور فلمی نوادرات اور عجائبات بھی اپنے اپنے موقعہ اور اپنے اپنے وقت پر ہندوستان میں جنم لیتے رہے اور مقناطیسی کشش کے ساتھ لوگوں کو اپنی طرف کھینچتے رہے۔ فلمی دنیا چونکہ اپنے اندر گوناگوں نظر فریب اور فردوس گوش دلچسپیاں لئے ہوئے تھی اس لئے اس نے حیرت انگیز طور پر بوڑھے، بچے، مرد، عورت، ادھیڑ اور جوان ہر شخص کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ پہلے خاموش فلمیں اور اس کے بعد نادر روزگار اور محیر العقول متکلم فلمیں اپنے اپنے وقت پر ہندوستان میں آئیں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہماری آنکھوں کے دیکھتے ہی دیکھتے چند سال کے اندر ملک کے طول و عرض میں بڑے بڑے شہروں سے نکلکر صدہا قصبات میں سینما گھر بننے شروع ہوگئے اسوقت ہندوستان میں نو سو سے زائد سینما ہال موجود ہیں اور ابھی نہایت سرعت کے ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر یہی رفتار ترقی قایم رہی تو وہ وقت دور نہیں کہ جب ہندوستان کے ہر ایک چھوٹے بڑے قصبہ میں بلکہ بعض بڑے گاؤں میں بھی ایک سینما گھر ضرور ہوگا۔

مثل مشہور ہے کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ شروع شروع میں جو فلمیں آئیں وہ غیر ممالک سے آئی تھیں۔ پبلک کے سینما کی طرف اس بڑھتے ہوئے شوق کو دیکھ کر ملک میں فوراً فلمساز کمپنیاں قایم ہونی شروع ہو گئیں اور ملک کی بدقسمتی سے ان میں متعدد ایسی کمپنیاں بھی قایم ہو گئیں کہ جن کے ارکان اور منتظمین کا مقصد فلم کمپنی کے قیام سے یا تو اپنے گرد شاہدان سیمیں تن کا جھرمٹ لگا کر تفریح طبع تھا یا بازاری قسم کے فلم تیار کر کے پبلک سے روپیہ بٹورنا پیش نظر رہا۔ چنانچہ ایسی کمپنیوں نے کثیر تعداد میں اس قسم کے فلم تیار کر ڈالے کہ جن کا وجود ہندوستانی صنعت فلم سازی پر ایک بدنما دھبہ ہے شاہدان بازاری کے عریاں ناچ، ابھرے ہوئے سینوں اور تین چوتھائی سے زائد برہنہ جسموں کی نمائش، بوس و کنار کے ہیجان خیز نظارے، مخرب اخلاق مکالمے، سوقیانہ گانے ننگِ تہذیب فلموں کا سرمایۂ خصوصی ہے۔ پبلک کا سینما کی طرف نمایاں شوق، اور اسپر یہ جذبات کو اشتعال دینے والے نظارے عام پبلک کے مذاق اور اخلاق دونوں کو خراب کر دینے کا موجب بنے، کالجوں اور اسکولوں کے ہزارہا نوخیز لڑکوں کو برباد کرنے کا سبب ہوئے، قوم کے نوجوانوں کی محفلوں میں رات دن مادھوری اور سلوچنا کی شوخ چشمیوں طرحداریوں کے تذکرے رہنے لگے، کتابوں کی بجائے فلم اسٹاروں کی تصویروں کے البم زیر مطالعہ آگئے، آئے دن بہت سے فصلی عاشق بعض پریچہرہ فلمی اداکاروں کو پردۂ سیمیں پر آتی دیکھ کر اُن کی تیر نظر کا شکار ہونے لگے، ان کے پتے معلوم کرنے کی تدبیریں رہنے لگیں، ملاقات کی تقریب کی سوچ میں راتوں کو نیندیں حرام ہوگئیں، دن تلاش معاش کی بجائے نامہ و پیام کا سلسلہ پیدا کرنے کے افکار میں صرف ہونے لگا۔ یہ حالت تو مردوں کی ہوئی، سینما کی شائق صنف لطیف پر جو اثر ہوا ہوگا اس کا اندازہ قارئین کرام خود لگا لیں الغرض سینما گھر بد معاشی اور عیاشی کا اڈا بن گئے، مذاق سلیم رکھنے والوں کو بھی دنیا سے گہری نفرت ہوگئی۔

دنیا کی ہر ایک چیز اور ہر ایک ایجاد بُرے اور بھلے دونوں قسم کے اثرات کی حامل ہوتی ہے یا یوں کہئے کہ کسی چیز کا استعمال اور طریق استعمال بُرے یا بھلے نتائج اور اثرات پیدا کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس کی زیادہ واضح مثال اس طرح سمجھئے کہ جس طرح ہوائی جہاز سلسلۂ رسل و رسائل میں ایک بیش بہا اضافہ اور ہمارے لئے ایک نعمت عظمٰی ہے کہ ہفتوں اور مہینوں کے سفر کو گھنٹوں اور دنوں میں طے کرا دیتا ہے۔ مگر یہی چیز جو دنیا کے دور دراز مقامات کے باشندوں کو ایک دوسرے سے قریب تر کر کے ان میں ربط و ضبط اور محبت و مودت پیدا کر دینے کا ذریعہ بن سکتی ہے اس کے برعکس دنیا کے خوبصورت

بعدالت اسپیشل جج درجہ دوئم دیو ریا ۔ نمبر مقدمہ ۲۴ ء ۱۹۳۵ ۔ حبیب دت متواری وغیرہ سا کنان
فارم اطلاعنامہ حسب دفعہ ۱۱ ایکٹ جائداد ہائے مقروضہ ممالک متحدہ

ہرگاہ حبیب دت متواری ولد متواری متوفی دلال بہادر متواری ولد حبیب دت متواری ساکن ولادی تحصیل ؟ ضلع گورکھپور کی جانب سے ایک درخواست حسب دفعہ ۴ ایکٹ جائداد ہائے مقروضہ پیش ہوئی ہے ۔ لہذا اس تحریر کی رو سے حسب دفعہ ضمنی ۱ دفعہ ۱۱ ۔ ایکٹ مذکور اطلاع دی جاتی ہے کہ اس جائداد کو جس کی تفصیل ضمیمہ ہائے منسلکہ میں درج ہے درخواست دہندہ نے حسب دفعہ یا حقداران نے حسب دفعہ ۱۰ مذکور کی جائداد بتایا ہے ۔ اگر کوئی شخص جائداد مذکور پر کوئی دعویٰ رکھتا ہو تو سے وہ اس اشتہار کے گزٹ ممالک متحدہ میں شائع ہونے کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر اپنے استحقاق کے بارہ میں اس حاکم کے روبرو اپنی عرضی پیش کرے جس کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں ۔

ضمیمہ (الف)

زمیندار کے استحقاق مالکانہ متعلقہ آراضی

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	گورکھپور	زمینداری	کھیوٹ ۱	قابل انتقال	ار ۸ پائی	صہ
۲	۔	،،	کاساپور عرف سیدور کھیوٹ ۱	۔	منجملہ ۸ پائی سیندوریت کے ۱/۳ حصہ سالان	
۳	۔	،،	کاساپور عرف سیدور کھیوٹ ۱	۔	سخنہ ۳ پائی کے ۱/۲ حصہ سالمان	۱۵ ار

ضمیمہ (ب)

زمیندار کی جائداد جو باستثنار حقوق مالکانہ متعلق آراضی حسب دفعہ ۶۰ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء قرق اور نیلام ہوسکتی ہے ۔

نمبر سلسلہ وار	نوعیت جائداد	وسعت حقیت درخواست دہندہ
۱	۲	۳
۱ دھرولی	۳ ۴ ۱۲	۴
۲ کاساپور عرف سیدور	۳ درخت	

دستخط حاکم

مہر عدالت

شہریوں اور ان کے ہزاروں بیگناہ اور بے دفاع باشندوں کو فضائے آسمانی سے خطرناک توپوں اور زہریلی گیس کے بموں کی بارشس سے چشم زدن میں تباہ و برباد کرنے کا ایک مکروہ اور کمینہ ہتھیار بھی ہے ۔ فرق محض استعمال اور محل استعمال ہیں ہے ۔ بعینہٖ یہی مثال فلمی اکٹار پر صادق آتی ہے ۔ انہی متحرک اور متکلم فلمی تصاویر کے ذریعہ کسی متمدن قوم کی زبان ، کلچر ، اعلیٰ تہذیب ، علوم وفنون ، تاریخ و تمدن کی نشر و اشاعت کیجا سکتی ہے ۔ قوم کے نوجوانوں میں بالغ نظری ، بلند ہمتی اور جذبۂ سعی وعمل کا صحیح ولولہ پیدا کیا جاسکتا ہے ۔ نہایت دلچسپ پیرایہ اور دلنشین اسلوب کے ساتھ صحیح تاریخی واقعات اور روایتی اخلاقی حکایات انہی فلمی پردوں کے ذریعہ سے قوم کے ہونہار بچوں کے دلوں پر نقش کالحجر کی طرح منقوش کی جاسکتی ہیں ۔ بلند سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لئے نسلی امتیازات اور مذہبی تعصب کو مٹاکر اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا درس دیا جاسکتا ہے ، حصول آزادی کا راستہ دکھایا جاسکتا ہے ۔ قوموں کی ترقی و تنزل کے اسباب انہی متحرک تصاویر کے ذریعہ آنکھوں کے سامنے لائے جاسکتے ہیں ، حفظان صحت کے اصول ، متعدی اور مہلک امراض سے محفوظ رہنے کے طریقے ، زراعت اور صنعت و حرفت میں حیرت انگیز ترقی کے حالات ، آلات کشاورزی اور صنعتی مشینوں کے استعمال کے طریقے بتائے جاسکتے ہیں ۔ مختصر یہ کہ یہی فلمیں اور ان کے اندر مفید بولتی چالتی متحرک تصاویر پراپیگنڈا اور اشاعت کا بہترین اور مؤثر ترین ذریعہ ہیں اور اس صورت میں مرد ، عورت ، بچے ، بوڑھے ، امیر و غریب ہر ایک کے لئے یکساں طور پر مفید ہوسکتی ہیں ۔

فلمی اطلاعات

فلموں کو صرف تفریح کا ذریعہ نہ بناؤ۔ آزاد ممالک کی طرح ملک و لٹریچر کی خدمت کرو

مسٹر سہراب مودی کا شمالی ہند میں پُرجوش خیرمقدم

لاہور اور دہلی کے معززین کی جانب سے خراج تحسین

(از فلمی نامہ نگار)

ہندوستان کے مایہ ناز پروڈیوسر ڈائریکٹر مینروا مووی ٹون کے پروپرائیٹر مسٹر سہراب مودی جمعہ ۷ اکتوبر کو اپنے نئے فلم پکار کی شوٹنگ کے سلسلہ میں شملا اور دہلی کے ہمراہ جب لاہور تشریف لائے تو آپ کے خیر مقدم کے لئے اسٹیشن پر سینکڑوں حضرات موجود تھے جن میں لاہور کے سرکردہ اشخاص اخبار نویس فلم ایجنسی ہیڈز اور ڈسٹری بیوٹرز شامل تھے۔ اسٹیشن پر اترتے ہی آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ اس کے بعد پلیٹ فارم پر آپ کا سب لوگوں کے ساتھ فوٹو لیا گیا۔

مسٹر سہراب مودی کے اعزاز میں لنچ مسٹر مودی نے فلیٹیز ہوٹل میں قیام کیا اور اسی روز مسٹر ہوپ آف سینٹ پیٹرز کی جانب سے آپ کے اعزاز میں ایک لنچ دیا گیا۔

مسٹر لال بھائی ڈیسائی کی جانب سے ٹی پارٹی شام کو مسٹر لال بھائی ڈیسائی پروپرائٹر ڈیسائی اینڈ کمپنی نے مسٹر مودی کے اعزاز میں ایک شاندار ٹی پارٹی دی۔ جس میں لاہور کے تمام اخبار نویس ایجنسی ہیڈز۔ ڈسٹری بیوٹرز اور دیگر سرکردہ اشخاص نے شرکت کی۔ چائے کے بعد مسٹر مودی کی فلمی خدمات اور فلم جیلر کی خوبیوں پر روشنی ڈالی گئی، سید امتیاز علی صاحب تاج نے اپنی تقریر کے اختتام پر مسٹر مودی کو جیلر جیسا کامیاب فلم تیار کرنے پر مبارکباد دی۔

مودی کریٹک کی جانب سے پارٹی ہفتہ ۸ اکتوبر کی صبح مسٹر کنارتے انفنٹس ہوٹل میں مسٹر مودی کو ناشتہ پر مدعو کیا اس موقع پر بھی حسب معمول مسٹر مودی کی خدمات کو سراہا گیا اور مودی کریٹک کی جانب سے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔

منیجر ریالٹو ٹاکیز امرتسر کی جانب سے لنچ اُسی روز مسٹر تاراچند منیجر ریالٹو ٹاکیز کی جانب سے آپ کو لنچ پر مدعو کیا گیا جس میں اکثر اخبار نویسوں اور فلم لائن کے لوگوں نے شرکت کی، لنچ کے بعد آپ کا فوٹو بھی لیا گیا۔

لاہور کے اخبار نویسوں کی جانب سے گارڈن پارٹی شام کو لاہور کے چالیس سے زائد اخبار نویسوں کی جانب سے مسٹر سہراب مودی کے اعزاز میں ایک گارڈن پارٹی دی گئی جس میں لاہور کے تمام اردو ہندی، گورمکھی، اور انگریزی اخبارات کے نمائندے ارکان سینما ڈسٹری بیوٹرز اور دیگر سرکردہ اشخاص

[illegible] ڈاکٹر سیتارام پی ایچ ڈی حکیم احمد شجاع اور دیگر کئی اشخاص نے منروا مووی ٹون کی ترقی مسٹر سہراب مودی کے اوصاف اور فلم جیلر کی خوبیوں پر اپنی تقریروں میں روشنی ڈالی اس کے بعد مسٹر مودی کی خدمت میں [illegible] اخبار نویسوں کی جانب سے ایڈریس پیش کیا گیا۔

ایک اور شاندار ڈنر اُسی رات مسٹر دین و بال بھاٹیا آف جنرل امپیریل ڈرامہ اور پبلسٹی آف مودی فلمس اور مسٹر ہیری آف سکرین ورلڈ کی جانب سے اسٹیفلز ہوٹل میں مسٹر مودی کے اعزاز میں ایک شاندار ڈنر دیا گیا، جس میں سرکردہ فلم ڈسٹری بیوٹرز و اخبار نویسوں نے شرکت کی ڈنر کے بعد ان سب کا فوٹو بھی لیا گیا۔

سردار بانو کی جانب سے لنچ اتوار ۹ اکتوبر کو مشہور فلم ایکٹرس سردار بانو (جو اب منروا میں شامل ہو گئی ہیں) کی جانب سے مسٹر سہراب مودی کے اعزاز میں لنچ دیا گیا۔

لاہور کے پارسیوں کی جانب سے پارٹی اُسی روز تین بجے لاہور کے پارسیوں کی جانب سے مسٹر سہراب مودی کو اسٹیفلز ہوٹل میں ایک شاندار پارٹی دی گئی۔

مسٹر دلسکھ پنچولی کی جانب سے ٹی پارٹی شام کو مسٹر دلسکھ پنچولی آف امپائر ٹاکیز ڈسٹری بیوٹرز (جن کے پلیس تھیٹر میں گذشتہ چھ ہفتے سے جیلر کی نمائش ہو رہی ہے) پلازا تھیٹر میں مسٹر سہراب مودی کے اعزاز میں ایک پرشکوہ ٹی پارٹی دی جس میں لاہور کے سرکردہ اخبار نویس، مالکان سینما ڈسٹری بیوٹرز دیگر سرکردہ اشخاص و خواتین کے علاوہ نواب احمد یار خاں دولتانہ چیف سکرٹری پنجاب گورنمنٹ اور حکیم احمد شجاع ڈپٹی سکرٹری پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی و ڈاکٹر سیتارام پی ایچ ڈی بھی تھے، چائے کے بعد پروفیسر ہوک نے اپنی بذلہ سنجی سے حاضرین کو محظوظ کیا۔

ڈائرکٹر سہراب مودی نے شکریہ ادا کیا ان تمام جلسات میں منروا مووی ٹون کی جانب سے ڈائرکٹر سہراب مودی اور مسٹر

(بقیہ صفحہ ۲۶ پر)

ایم اے مغنی نے مناسب الفاظ میں تمام لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور پنجاب کے لوگوں کے اعلیٰ اخلاق، مہمان نوازی اور علم و ہنر کی قدردانی کی تعریف کی۔

ڈاکٹر سہراب مودی دہلی میں

اتوار کی شب کو ڈاکٹر سہراب مودی، شیلا، بے بی کملا اور مسٹر ایم اے مغنی کے ہمراہ لاہور سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل لاہور اسٹیشن پر پبلک اشخاص نے مسٹر مودی کو الوداع کیا اور ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ سیٹھ ڈیسائی کی درخواست پر مسٹر مودی نے دہلی میں ایک روز قیام کیا اور یہاں کے تاریخی مقامات کی سیر کی۔

ڈیسائی اینڈ کمپنی دہلی کی جانب سے پارٹی

۱۰ اکتوبر کو میسرز ڈیسائی اینڈ کمپنی کے دہلی آفس کی جانب سے مسٹر مودی کو سسل ہوٹل میں ایک شاندار پارٹی دی گئی جس میں دیگر سرکردہ اشخاص کے علاوہ تقریباً تمام اخبار نویس فلم ڈسٹری بیوٹرز اور مالکان سینما شامل تھے۔ چائے کے بعد مسٹر مودی کی اعلیٰ شخصیت اور فلم جیلر کی خوبیوں پر تقریریں کی گئیں۔ مقررین میں جناب سید رضا مرزا صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی وکیل۔ عباس حسین صاحب قاری کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر سہراب مودی اور ان کے پبلسٹی منیجر مسٹر ایم اے مغنی نے سب کا دلی شکریہ ادا کیا اس کے بعد مسٹر مودی کا دیگر لوگوں کے ساتھ فوٹو لیا گیا۔

دین دنیا کی جانب سے ڈنر

اسی رات کو مسٹر شوکت علی ہاشمی ڈائرکٹر دین دنیا کی جانب سے مسٹر سہراب مودی کے اعزاز میں ڈنر دیا گیا ڈنر کے بعد انڈین فلم انڈسٹری پر دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔

دہلی سے روانگی اور بمبئی میں آمد

منگل ۱۱ اکتوبر کی صبح مسٹر سہراب مودی، شیلا و بے بی کملا کے ہمراہ بمبئی کے لئے روانہ ہو گئے اسٹیشن پر آپ کو الوداع کرنے کے لئے مسٹر کرپارام آف مودیز مسٹر ہنڈیا آف چترپرکاش، مسٹر لبیر آف نوائے وطن، دلپت بھائی، مسٹر ایم اے مغنی اور دیگر بہت سے لوگ موجود تھے روانگی سے قبل مسٹر کرپارام اور دلپت بھائی نے آپ سب کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے،

۱۲ اکتوبر کو مسٹر مودی معہ پارٹی بمبئی بخیریت پہنچ گئے، بمبئی سنٹرل پر آپ کے اسٹاف نے آپ کا خیر مقدم



کہ ہندوستانی حجاج صرف ہندوستانی کمپنی کے عظیم الشان

تیز رفتار اور آرام دہ جہازات

المدینہ (۳۹۶۲ ٹن) اور **الہند** (۵۳۱۹ ٹن)

سے سفر حج کریں۔ مندرجہ ذیل چند خصوصیات اگر آپ کی خواہش کے مطابق ہیں تو پہلی فرصت میں اپنی جگہ مخصوص کرالیں۔

1. باجماعت نماز پڑھنے کے لئے مخصوص جگہ کا خاص اہتمام۔
2. مذہبی علمی ادبی اور تاریخی کتابوں کا کتب خانہ عام حجاج کے استعمال کے لئے۔
3. درجہ اول و دوم کے مسافروں کی ہواخوری کیلئے وسیع پرفضا و آرام دہ کھلی ہوئی ڈیک اور خوبصورت لاؤنج۔
4. ڈیک کے مسافروں کی ہواخوری کیلئے علیحدہ ڈیک اور اسی طرح مستورات کے لئے مخصوص علیحدہ جگہ۔
5. تیسرے درجہ کے ہر ڈیک میں بجلی کے پنکھے۔
6. ہر صوبہ کے حجاج کے حسب مذاق عمدہ اور لذیذ کھانے کا اعلیٰ انتظام۔
7. میٹھا پانی بافراط۔
8. دوران سفر میں ریڈیو کے ذریعہ اطراف عالم کی تازہ ترین خبریں۔

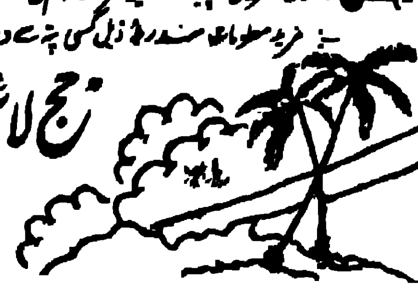
نوٹ:- مزید معلومات مندرجہ ذیل کسی پتہ سے دریافت فرمائیں۔

"حج لائن" دی سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی لمیٹڈ

بلارڈ اسٹیٹ۔ بمبئی

نیپیئر روڈ۔ کراچی

۱۰۰ کلائیو اسٹریٹ۔ کلکتہ



مبلغ آٹھ ہزار روپیہ نقد انعام

ہر کام انصاف اور ایمانداری سے ہوگا۔ آزمائش کریں اور فائدہ اٹھائیں

انعامات پہلا انعام مبلغ چھ ہزار روپیہ کا اُس شخص کو دیا جائے گا جو بالکل درست حل بھیجیں گے۔ دوسرا انعام مبلغ دو ہزار روپیہ سب سے زیادہ حل بھیجنے والے کو دیا جائیگا۔ حل کرنا کیا ہے۔ سامنے دیئے ہوئے نو خانہ مربع میں ایک سے ایک سو تک کے ہندسوں میں سے کوئی سے ہندسے اس ترتیب سے بھریئے کہ تین خانوں کی لائن کو خواہ کسی طرف سے جمع کریں جواب تیس آئے۔ آئے ہوئے ہندسوں کی جگہ تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ صفر اور بٹہ استعمال نہیں ہو سکتے اور کوئی ہندسہ دوبارہ استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ شرائط فیس داخلہ ہر حل کے ہمراہ آٹھ آنہ کے حساب سے ٹکٹ یا منی آرڈر بھیجنا چاہیئے ہر حل پر نام اور پتہ لکھنا ضروری ہے۔ ایک شخص ایک یا مختلف ناموں کے جتنے حل چاہے بھیج سکتا ہے حل سربمہر کرکے ایڈیٹر صاحب کے پاس رکھ دیا گیا ہے۔ حل ۲۰ اکتوبر تک ڈاک میں ہم کو پہنچ جانے چاہئیں۔ سربمہر حل ۲۵ اکتوبر کو اخبار میں شائع کرادیا جائیگا۔ منیجر صاحب معمہ کا فیصلہ قطعی اور قانونی طور پر قابل تسلیم ہوگا یہ معمہ کی داخلہ شرط ہے۔ انعام کی رقم بعد وضع اخراجات ان اصحاب میں تقسیم ہوگی جن کے حل ہمارے سربمہر حل سے ملیں گے۔ انعامات کی تقسیم غلطیوں کے تناسب سے ہوگی لیکن ہر صحیح حل بھیجنے والے کو کم از کم پچاس روپیہ ضرور انعام دیا جائیگا اور سب سے زیادہ حل والے کو بھی پچاس روپیہ کی گارنٹی دی جاتی ہے۔

۱۱		
	۱۰	
		۹

حل و منی آرڈر بھیجنے کا پتہ:- گپتا اینڈ کو (کمپیٹیشن ڈیپارٹمنٹ) ۳ ساڈھورہ انبالہ

میاں بیوی

یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لئے لکھی گئی تھی۔ اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر بحث کی گئی ہے۔ اور ان تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں۔ اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف حاصل کر سکتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

پتہ:- دین دنیا پبلشنگ کمپنی دہلی

مراسلات و اطلاعات

قوم اور ملک کے لئے اطلاعات فراہم کرنا ہر محب وطن کا فرض ہے

مغل لائن کے تکلیف دہ جہاز تجربے نے ثابت

مغل لائن کے حق میں گمراہ کن پروپیگنڈا

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب تسلیم - مزاج شریف! روزنامہ "حق" مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۲ء میں ہمارے لائق کرم فرما میر اکبر علی صاحب نے کہ جن کو شاید کبھی سفر حج کا اتفاق بھی نہیں ہوا ہے - میسرز ٹرنر موریسن المعروف مغل لائن کمپنی و میسرز سندھیا اسٹیم نیویگیشن کمپنی کے جہازات اصلی کا دیکھنا تو درکنار فوٹو یعنی تصویریں بھی نہ دیکھی ہوں گی - ان کے متعلق اپنی طبع آزمائی کے ساتھ خامہ فرسائی بھی فرمائی ہے - جس سے ان کی نا اہلیت و ناتجربہ کاری کا پورا پتہ چلتا ہے لہٰذا ہم بہت ہی مختصر طور پر ان کی سچائی کی تحقیق کے لئے چند باتیں حوالہ قلم کرتے ہیں - براہ کرم آپ اپنے اخبار گوہر بار میں طبع فرما کر ہم کو مشکوری کا موقع دیں تاکہ مخلوق خدا غلط فہمیوں سے بچے اور آپ کو ثواب دارین حاصل ہو -

اب سنئے! حقیقت یہ ہے کہ "جہانگیر" اور "علوی" جہاز ساڑھے تین ہزار ٹن کے ضرور ہیں - مگر یہ کہ گیارہ میل فی گھنٹہ کے ہیں - یہ ایک سفید جھوٹ ہے - کئی سال سے یہ جہاز بمبئی سے جدہ تک کا سفر کر رہے ہیں - مگر آج تک ان جہازوں نے چودہ روز سے کم میں ہرگز سفر طے نہیں کئے "رحمانی" اور "رضوانی" جہاز پانچ ہزار پانچ سو ٹن کے نہیں ہیں - بلکہ پانچ ہزار دو سو اور پانچ ہزار تین سو ٹن کے علے الترتیب ہیں - گزشتہ سال کبھی بھی ان کی رفتار تیرہ میل فی گھنٹہ کی نہیں رہی - اسلامی جہاز کا وزن چھ ہزار ٹن کا نہیں ہے - بلکہ پانچ ہزار آٹھ سو ٹن کا ہے - اس نے ۱۹۳۰ء سے آج تک بمبئی سے جدہ تک کا سفر دس گیارہ روز سے پہلے کبھی بھی ختم نہیں کیا - اس کے برعکس سندھیا کمپنی کے جہاز "المدینہ" نے کہ جو باوجود چار ہزار ٹن ہونے کے نہایت ہی تیز رفتار ہے - اور مغل لائن کا کوئی بھی جہاز اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا - اور علاوہ خوبصورت و خوشنما ہونے کے بہت ہی آرام دہ ہے - اس نے مغل لائن کے اسلامی جہاز پر ہر طرح سے فوقیت حاصل کر لی ہے - چنانچہ سال گزشتہ ہی کا واقعہ ہے کہ مغل لائن کمپنی نے اپنے اسلامی جہاز کو بہت ہی شور و غل مچا کر اور بڑے انتظامات کے ساتھ ۱۲ جنوری ۱۹۳۲ء کی شام کو کراچی سے جدہ روانہ کیا - بلکہ ایسا بھی سنا گیا ہے کہ اس کو تیز رفتار کرنے کی غرض سے تیرہ خلاصی بھی زائد اس کے ساتھ بھیج کر ان کو تاکید کی گئی کہ جس طرح بھی ہو سکے اسے تیز رفتاری کے ساتھ جدہ پہنچا یا جائے - بعد سندھیا کمپنی کا جہاز "المدینہ" ۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء بعد دوپہر تین بجے کراچی سے روانہ ہو کر ۲ گھنٹے پیشتر اسلامی جہاز سے جدہ پہنچ کر اسلامی جہاز کو اپنی تیز رفتاری کا ثبوت دے دیا -

"الہند" جہاز کی نسبت یہ بات قطعی غلط اور سراسر بہتان ہے کہ وہ تیز رفتار نہیں ہے بلکہ زائرین مقامات مقدسہ کو اب زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے - صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں - دو ماہ بعد تمام دنیا اس کی خوبی و خوشنمائی و انتظامات و آرام و آسائش وغیرہ اور اس کی تیز رفتاری خود دیکھ لے گی - اس وقت خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ "الہند" جہاز کس شان و شوکت و خوبی و تیز رفتاری کا ہے -

گزشتہ سال سندھیا کمپنی کے جہاز "المدینہ" نے ہی نہیں بلکہ کمپنی موصوف کے جہاز "انگلستان" نے بھی مغل لائن کے ہر ایک جہاز کو ہر لحاظ سے مات دے کر ہر طریقہ پر فوقیت حاصل کر لی ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج تک کلکتہ سے مغل لائن کے کسی بھی جہاز نے سفر جدہ سترہ اٹھارہ روز سے کم میں طے نہیں کیا - مگر سندھیا کمپنی کے جہاز "انگلستان" نے چودہ روز میں سفر طے کر کے ریکارڈ قائم کر دیا -

میسرز ٹرنر موریسن یعنی مغل لائن کمپنی کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ بہت پرانی کمپنی ہے - اور عرصہ پچاس سال سے حاجی لائن کا کام بہت اچھی طرح کر رہی ہے - مگر اس سال کمپنی مذکور کیوں اس قدر شور و غل کر رہی ہے کہ ہم نے بے حد زر کثیر صرف کر کے حاجیوں کے آرام و آسائش کا سامان مثلاً بجلی کے پنکھوں کے ذریعہ سے ہوا کا بندوبست کیا ہے و نیز حاجیوں کے وضو کرنے کے لئے و غسل خانہ و نماز وغیرہ کا بھی انتظام کیا ہے - جو قابل تعریف ہے - ہم کو یہ انتظامات سن کر بے حد مسرت ہوئی - مگر ہم یہ بات دریافت کئے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ یہ اصلاحات و درستگی سندھیا کمپنی کی دیکھا دیکھی کی گئی ہیں یا پہلے بھی ایسے ہی انتظامات تھے؟ اگر پہلے بھی تھے تو دوبارہ اس کے اعادہ کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

ہاں ایک بات ہم کو اور بھی یاد آئی ہے - وہ یہ کہ جہاں "مغل لائن" کے جہازوں کی تعریف و آرام و آسائش وغیرہ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں ایک چیز کا تو پتہ تک نہیں ہے - حالانکہ تمام انتظامات سے پہلے اور سب سے بہتر اسی چیز کا انتظام بہتر سے بہتر ہونا چاہئے تھا - وہ کیا؟ یعنی سامان خورد و نوش - ہم مسٹر میر اکبر علی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ مغل لائن کے پاس حاجیوں کی خوراک کی فہرست ہے؟ اور اگر ہے تو ظاہر کیوں نہیں کی گئی کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ کس درجہ کے حاجی کو کس کس قسم کا اور کیا کیا کھانا ملتا ہے -

البتہ سندھیا کمپنی اس معاملہ میں صرف ناز ہی نہیں بلکہ دعوے کے ساتھ چیلنج کرتی ہے کہ سندھیا کمپنی سے بہتر لذیذ نفیس اور عمدہ کھانا جو ہر حاجی کے مذاق و مرضی کے موافق ہو حاجیوں کو جو جہاز ران کمپنی دیتی ہو وہ سندھیا کمپنی کے سامنے مقابلہ کو آ دے - تاکہ تمام دنیا کو سچ اور جھوٹ معلوم ہو جائے - ہم کو یقین ہی نہیں بلکہ امید ہے کہ ہمارے خالص دوست مسٹر میر اکبر علی صاحب ان واقعات مذکرۂ بالا کو پیش نظر رکھتے ہوئے سندھیا کمپنی کے متعلق جو شکوک ذہن نشین ہیں وہ رفع ہو کر تسلی و تشفی ہو جائیگی مگر ہم کو رہ رہ کر یہ خیال آتا ہے کہ مکرمی میر صاحب نے بلا سوچے سمجھے اور بغیر دیکھے بھالے گھر میں بیٹھ کر ٹیلی فونک خبر گھڑ کر حوالہ روزنامہ "حق" کیوں کی؟ جس سے کچھ نتیجہ نہ نکلا - بہتر ہوتا کہ مغل لائن کے جہازات کے اور سندھیا کمپنی کے جہازات کے فائل اور گزشتہ سال کے اخبارات اور رسالہ جات جو ہندوستان میں چھپتے ہیں اور ان حاجیوں سے جو سال گزشتہ ہر دو کمپنی کے جہازات میں سفر کر چکے ہیں ان سے مل کر ہر ایک معاملہ کی تحقیق و تصدیق کر کے پھر آپ خامہ فرسائی کرتے تو کچھ لطف بھی آتا -

چونکہ میر صاحب ایک سچے مسلمان ہیں اور ان کے پہلو میں اسلام کا درد بھرا ہوا دل بھی موجود ہے اس لئے ہم مشورہ دیتے ہیں کہ اس سال آپ ضرور بالضرور کلکتہ یا کراچی تشریف لے جائیں یا بمبئی تشریف لا کر ہر دو کمپنیوں کے جہازات و انتظامات کا معائنہ فرمائیں اور جو جو نقائص جس کام میں نظر آئیں ان کو رفع کرانے کی کوشش کریں - تاکہ آپ کے تجربہ میں توسیع ہونے کے علاوہ آپ کو اسلامی خدمت ادا کرنے کا صلہ بھی بارگاہ ایزدی سے عطا ہووے - فقط والسلام

خادم حجاج
مشتاق احمد - از بمبئی

مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب رئیس اعظم دہلی

اعزاز میں

سید محمد علی صاحب ایڈوکیٹ میرٹھ کی کوٹھی پر پرتکلف دعوت

میرٹھ - ۱۰ اکتوبر ۱۹۳۲ء - عالی جناب معلی القاب مسیح الملک بہادر حکیم محمد جمیل خان صاحب رئیس اعظم دہلی کی اتفاقیہ تشریف آوری پر سید محمد علی صاحب ایڈوکیٹ میرٹھ نے آپ کے اعزاز میں شاندار دعوت دی جس میں متعدد معزز و مقتدر عمائد شہر کو مدعو کیا گیا تھا - دعوت کا انتظام نہایت پرتکلف طریقہ پر کیا گیا - حکیم صاحب موصوف دعوت کے دوران میں عمائد شہر سے گفتگو فرماتے رہے -

کئی گھنٹے میرٹھ میں قیام فرمانے کے بعد مسیح الملک بہادر دہلی واپس تشریف لائے - دعوت میں جن عمائد نے شرکت فرمائی اُن میں حسب ذیل حضرات خاص طور پر قابل ذکر ہیں -

جناب سید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس - سی ای
جناب فضل الرحمٰن خان صاحب ڈپٹی کلکٹر
جناب شریف الرحمٰن خان صاحب ڈپٹی کلکٹر
جناب عزیز الرحمٰن خان صاحب ڈپٹی کلکٹر
جناب صدیقی صاحب ڈپٹی ڈائرکٹر آف اکاؤنٹس
صاحبزادہ عبدالواحد خاں صاحب - نواب فصاحت علی صاحب رئیس سردھنہ
نواب اسمٰعیل خان صاحب - نواب حمید الدین احمد خان صاحب
مسٹر آفتاب عمر صاحب
سید حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سی - پی - اور
حکیم محمد انجم صاحب - (نامہ نگار)

حیرت انگیز اور دلچسپ

جدید انکشافات ہم کو بتا رہے ہیں کہ یہ دنیا کس قدر عجیب و غریب ہے

عورتوں کے دماغ نہیں ہوتا

ہمارا خیال تو یہ ہے کہ خدا نے عورت مرد دونوں کو دل و دماغ عطا کیا ہے لیکن جرمنی کے ایک ڈاکٹر کی رائے ہے کہ عورتیں بغیر دماغ کے ہوتی ہیں

یہ ڈاکٹر لکھتا ہے کہ "میں اپنے تجربات اور مشاہدات کی بنا پر یہ کہتا ہوں کہ عورتوں کے دل ہی دل ہوتا ہے۔ دماغ ان کو دیا ہی نہیں گیا۔ دیگر ماہرین فن طب شائد میری اس رائے سے اتفاق نہ کریں۔ لیکن میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ عورتوں کا دماغ دل کے مقابلہ میں اس قدر کمزور ہوتا ہے کہ اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے"۔

آگے چل کر یہی ڈاکٹر اس مسئلہ پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "عورتوں کی دماغی کمزوری ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ عورتیں زیادہ تر عیش پسند اور آرام طلب ہوتی ہیں۔ اور وہ کوئی اعلیٰ دماغی کام کرنے کے ناقابل ہیں دنیا کی بڑی عورتوں کی مثالیں پیش کر کے کہا جا سکتا ہے کہ میرا نظریہ غلط ہے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ جو چند ممتاز عورتیں دنیا میں ہوئی ہیں وہ مستثنیات میں سے ہیں۔ ورنہ عموماً عورتوں کا دماغ کمزور ہوتا ہے۔ اور وہ دل کی غلام ہوتی ہیں"۔

دنیا میں سلام کرنے کا رواج کب سے ہے

والٹر ریتھوئیل لکھتا ہے کہ۔ ایک بچہ نے فوجیوں کو سلام کرتے ہوئے دیکھ کر اپنی ماں سے سوال کیا کہ "اماں یہ فوجی کیوں سلام کرتے ہیں اور کب سے یہ طریقہ رائج ہوا"۔

اس کے بعد ہی اخبار سلام کے رواج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتا ہے کہ سلام کرنے کا طریقہ اظہار احترام کے لئے ابتدا میں رائج ہوا۔ قدیم زمانہ میں لوگ حسن کی دیوی کے سامنے سے گذرتے تھے اور سر تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ تاکہ اس کا احترام کریں۔ یہی طریقہ سلام بن گیا۔

تاریخ کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ زمانہ میں جب کسی کی عزت یا احترام کرنا منظور ہوتا تھا تو لوگ اسے دیکھ کر سر پر ہاتھ رکھتے تھے۔ یا آنکھوں پر ہاتھ رکھتے تھے۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ تم ہمارے سر کی طرح باعزت ہو اور آنکھوں کی طرح محبت کے قابل ہو۔ یہی طریقہ سلام کہلانے لگا۔ چنانچہ آج بھی دنیا کے اکثر حصوں میں بعض لوگ تو سلام کرنے کے لئے سر کو چھوتے ہیں اور بعض آنکھوں کو بعض سینہ پر بھی ہاتھ رکھتے ہیں۔

ایک بوسہ کی قیمت تیرہ ہزار روپیہ

آپ کو شائد معلوم نہ ہو کہ بعض اوقات لوگوں کو بوسہ کی ضرورت سے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ قیمت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ انسان اس قیمت میں کئی شادیاں کر سکتا ہے

نیویارک امریکہ کی دلچسپ اطلاع ہے کہ ایک سینما کے دروازہ پر کوئی خوبصورت لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ ایک نوجوان نے

اس لڑکی کو دیکھ کر ایسا از خود رفتہ ہوا کہ اس نے فوراً بلا کسی تکلف و رد و قدح اور قصارت کے اس کا منہ چوم لیا۔

لڑکی چونکہ دولتمند باپ کی تھی۔ اس گستاخی کو نہ برداشت کر سکی اس نے فوراً عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت نے اس نوجوان پر ایک ہزار پونڈ یعنی تیرہ ہزار روپیہ

جرمانہ کر دیا۔

ایک بوسے کے لئے تیرہ ہزار روپیہ کی رقم کافی ہے ... خیال ہے کہ یہ بوسہ دنیا کا سب سے قیمتی بوسہ ہے

شب عروسی سے پہلے اور شب عروسی کے بعد

وہ نوجوان جن کی شب عروسی قریب ہے ۔ اور وہ نوجوان جو شب عروسی کے بعد اپنی بیوی کے ساتھ شادی کا سچا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں نیچے لکھی ہوئی کتابوں کو مطالعہ میں رکھیں ۔ ان کتابوں میں مواصلت کی جائز اور صحت بخش تعلیم ہے بغیر دواؤں کے مواصلت کی کمزوریاں دور کرنے کے مجرب اور عملی طریقے ہیں ۔ فضول اور لغو کتابوں سے نوجوانوں کو بچانے کیلئے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں ۔ پانچسو سال کی عمر میں جو تجارب حاصل نہیں ہو سکتے وہ ان کتابوں سے ایک ہفتہ میں حاصل ہو جاتے ہیں ۔

دولہا دلہن

یہ کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کو اپنی بیوی سے حقیقی لذت حاصل کرنا سکھائیگی اور ناتجربہ کاروں کو ناتجربہ کاری سے جو نقصانات پہنچ جاتے ہیں اُن سے بچائیگی ۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مواصلت میں غیر معمولی لذت پیدا ہو جائیگی ۔ باغ حسن کی گل چینی کا سلیقہ آجائیگا ۔ اس کتاب کی مجرب اور عملی تدابیر معلوم ہونے کے بعد تمام عمر مسک اور طلاؤں اور دوسری فضول دواؤں کی ضرورت نہ ہوگی ۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے نسخے کی بھی حاجت نہیں ہوگی یہ اردو میں لاجواب کتاب ہے اس کتاب کے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں سے چند درج کیے جاتے ہیں ۔ قیمت عہ

مختصر فہرست مضامین دولہا دلہن

نقصان صحبت کے طریقے	عورت کے لیے دوام محبت	مواصلت کے قدیم طریقے	قوت مردانگی کے عملی تدابیر	بدچلن عورتوں کے جسمانی عیوب
جوش جوانی	عورت کی تسخیر کا عمل	مواصلت کے جدید طریقے	عیاشوں کی مواصلت	بیش بہا جوہر کی حفاظت
ہم آغوشی کے اصول	دلہن کی ہدایتیں	مواصلت کے بعد کی احتیاطیں	ہوس پرستی کا خمار	شادی اور تندرستی
لذت وصال	شراب محبت کو دو آتشہ کرنا	حمل کیلئے مجرب تدابیر	بدچلنی کے اسباب	مجردوں کی دائمی حالت
مواصلت کے اوقات	خواص سے مجبہ معیار	حمل نہ ہونے کی صورتیں	بدچلن عورتوں سے تعلقات	شادی فرض ہے
نوجوانوں کی خود غرضی	مجبہ معیار میں [illegible]	مواصلت کو دیر قائم رکھنا	بازاری حسن کی خریداری	شادی کی راتیں

عیش و نشاط

اس کتاب میں شادی شدہ حضرات کے لیے وہ تجارب ہیں جن کے معلوم ہونے کے بعد عیش اعلیٰ کیف ۔ تندرستی ۔ تندرست اولاد خوبصورت اولاد ۔ لائق اولاد ۔ عورت کی محبت اور شادی کی لذتیں چند دن کے مطالعہ کے بعد حاصل کی جا سکتی ہیں مصنف کا دعویٰ ہے کہ اس سے بہتر کتاب آجتک کسی مشرقی زبان میں نہیں شائع ہوئی ۔ اس کتاب میں پونے دو سو کے قریب مضامین ہیں جن میں سے چند مضامین کی فہرست درج کی جاتی ہے ۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے (عہ)

مختصر فہرست مضامین کتاب عیش و نشاط

محبت کا رشتہ	ملکہ حسن اور محبت	بانجھ مواصلت کے نتائج
زندگی کا نیا گلشن	عورتوں کے دلی تقاضے	عالم کیف میں کیا کرنا چاہیے
عورت کے احساسات	حسن آغوش محبت میں	باغ حسن کی پہلی بہار
اختلاط باہمی کی دلکشی	آغوش محبت اور مواصلت	نئے شادی شدہ نوجوان
مرد کے جذبات کی لہریں	ناتجربہ کار کی مواصلت	تندرست اولاد کا پیدا کرنا
گھر اور گھر کی ملکہ	مواصلت بیوی کے جذبات	خوبصورت و بدصورت اولاد



مرد و عورت

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد اپنی بیوی کی تمنا کو نہایت خوبی کے ساتھ پورا کر سکیں گے آخر عمر تک زوجین تندرست رہیں گے اس کتاب میں عورت کے صنفی تعلق کے وہ تجارب ہیں جن سے شاید اسی سال کے بوڑھے بھی ناواقف ہیں ۔ اس کتاب کے ڈیڑھ سو کے قریب مضامین ہیں ان میں سے کچھ فہرست میں درج کیے جاتے ہیں ۔ قیمت ایک روپیہ (عہ)

مختصر فہرست مضامین مرد و عورت

تمنائے وصال	نسوانی جذبات کی لہریں	تیز خواہش کی عورتیں
نامکمل مباشرت	عیش پرستی کا خیال	عورت کی فطری خواہش
عورت کو آمادہ کرنا	حسن و عشق	محبت کا پورا حاصل ہو
مرد کے شہوانی جذبات	مجامعت کی بہترین صورتیں	حقیقی لذت کیونکر حاصل ہو

زن و شوہر

یہ طلسمی کتاب نئے شادی شدہ نوجوانوں کی زندگی کو راحتوں سے لبریز کر دیگی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد مرد ایک پرانے تجربہ کار کی طرح اس قدر عورتوں کی فطرت سے واقف ہو جاتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بھو کا ننگا رکھکر بھی خوش رکھ سکتے ہیں ۔ مختصر فہرست ملاحظہ کیجئے ۔ قیمت صرف ایک روپیہ (عہ)

مختصر فہرست مضامین زن و شوہر

شریک زندگی	عورت اور محبت	عورت کی خیال آرائیاں
زوجین میں اختلاط	عورت پر تعریف کا اثر	عورت کا قلب
بیوی کی اصلاح کے طریقے	عورتوں میں آرائش کا جذبہ	عورت کیا ہے
عورت کے جذبات کا مطالعہ	عورت کے ہر جذبہ کی تفصیل	اگر عورتیں نہ ہوتیں

میاں بیوی

یہ کتاب دراصل بے تکلف احباب کے لیے لکھی گئی تھی اس کتاب میں زن و شوہر کے تمام تعلقات پر بحث کی گئی ہے اور ان تعلقات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جسے لوگ اپنی بیوقوفی سے خلاف تہذیب سمجھتے ہیں ۔ اس کتاب کا پڑھنے والا اپنی بیوی سے ایک محبوبہ کی طرح لطف حاصل کر سکتا ہے ۔ قیمت عہ

فہرست مضامین میاں بیوی

دنیا و خیال	فطرت کا سر بہر لفافہ	بیوی کی لڑکپن	
عملی زندگی کا آغاز	جذبات میں لہریں اٹھتی ہیں	بیوی محبوبہ کیونکر بن سکتی ہے	ساتھ سونا چاہیے یا علیحدہ
پہلی رات	جذبات کا اظہار	میاں بیوی میں تکرار [illegible]	دنیا کی سب سے قیمتی شے
	لباس اور	بدمزاجی اور بدزبانی	

دین دنیا پبلشنگ کمپنی جامع مسجد دھلی ۔

The Din-Dunia Delhi.

VOICE OF THE MUSLIM INDIA

...rams "DIN-DUNIA"

REGISTERED L. No. 1313

...hich exceeds the total circulation of any two high class Muslim Weeklies of Northern India



عالیجناب مسیح الملک حکیم جمیل خان صاحب دام اقبالہٗ کا قابل قدر عطیہ

جمیلان

وہ نسخہ جس سے ۲ لاکھ مریضان جریان کو ابتک آرام و فائدہ ہو چکا ہے

جریان کا نتیجہ کیا ہے؟ دل، دماغ اور جگر کا کمزور ہو جانا۔ ہاضمہ کا بگاڑ۔ حافظہ کی خرابی۔ ہمت کی پستی۔ طبیعت کی سستی۔ اولاد سے محرومی۔ جوڑوں کا درد اور عام ناتوانی، پھر رفتہ رفتہ جنون یا کوئی سخت بیماری مثلاً دق وسل وغیرہ اگر آپ کو جریان کی شکایت ہو تو فوراً توجہ کیجئے۔ آج ہی اس بیش بہا اور کامیاب دوا کا استعمال شروع کر دیجئے۔ جمیلان مرض جریان کی بہترین اور کامیاب ترین دوا ثابت ہو چکی ہے جس سے ابتک دو لاکھ بیماروں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ جریان چاہے پرانا ہو چکا ہو یا نیا ہو ہر حالت میں اس سے فائدہ ہو جاتا ہے دل و دماغ کی کمزوری اور اعضاء کا اضمحلال دور ہو کر تندرستی اصلی حالت پر آجاتی ہے قبض پیدا نہیں ہوتا بھوک خوب لگتی ہے۔ جریان کی دواؤں میں جمیلان سب سے بہتر ثابت ہو چکی ہے۔

دو قرص صبح دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ترشی۔ تیل۔ گڑ اور ثقیل چیزوں سے پرہیز۔

قیمت شیشی ۳۲ قرص چار روپے آٹھ آنے (للعہ)

جلجلان

فساد خون کی بہترین دوا ہے۔ خارش گرمی دانے پتی۔ آتشک۔ سوزاک گنٹھیا۔ برص اور جذام اور خون کی خرابی سے پیدا ہونیوالی تمام بیماریوں کو دور کرتی ہے۔

قیمت شیشی ۱۲ قرص پندرہ آنے

اجملان

قبض کی بے ضرر نادر دوا ہے۔ معدہ کی خرابی رطوبت کی زیادتی اور پیٹ بڑھ جانے کی شکایت دور کرتی ہے۔

قیمت ۱۰ قرص ایک روپیہ دو آنے

